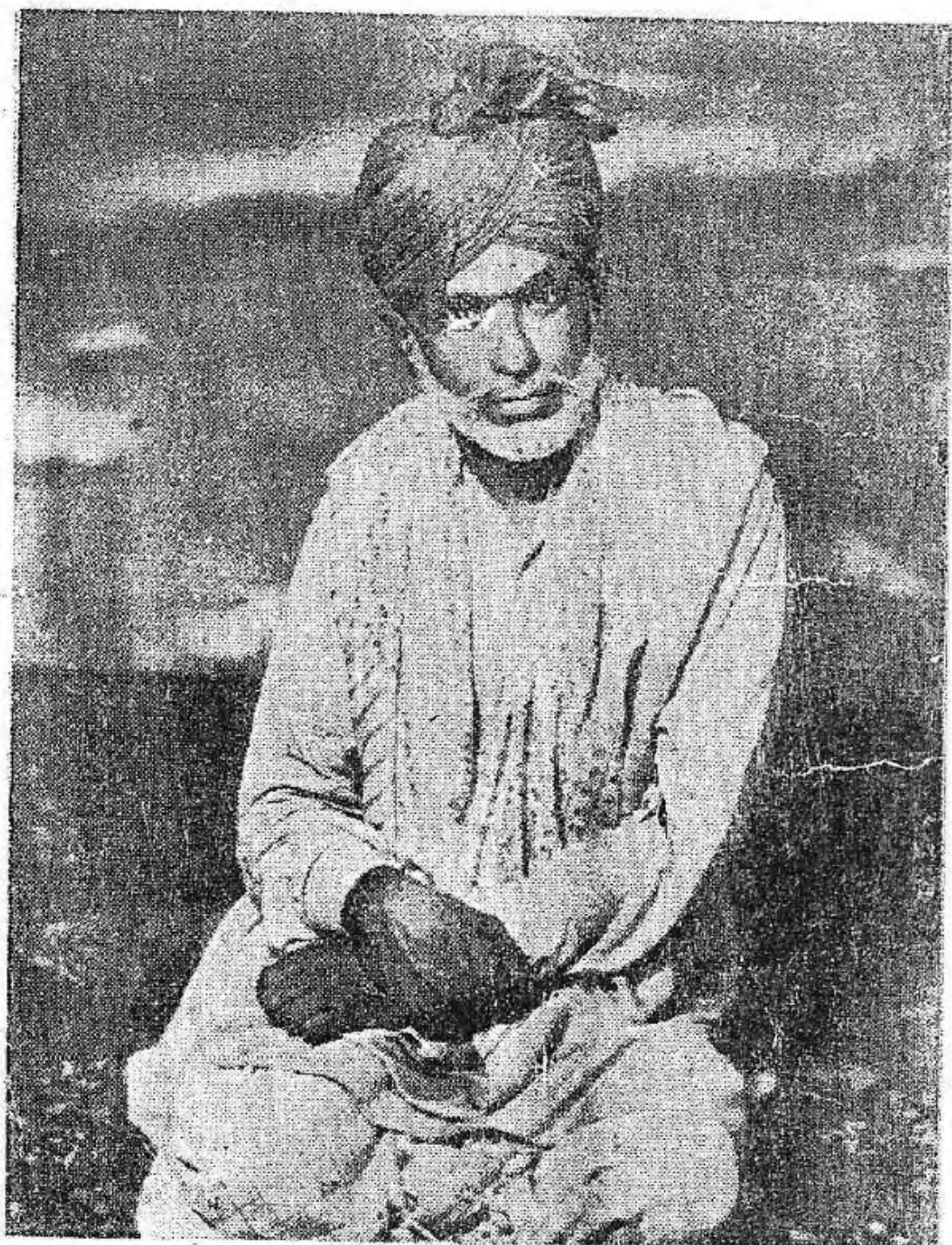


کلام

امیرصابری



کیا ہوں کیا دیکھا اُن کا روئے تباہاں دیکھ کر
بن گئے تصویر ہم تصویر جاتاں دیکھ کر (ص 87)

ایک تصویر کا

حقیقتِ حال

شعر گوئی کا سلیقہ نہ سُخنداں ہوں میں
ہوں اگر کچھ تو محمدؐ کا شاخاں ہوں میں
پھر اسی نام محمدؐ کے تصدق سے امیر
اپنے محمدؐ ہم کی ہر شان پہ قریاں ہوں میں

امیر صابری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلام حضوری

آقا سلام لیجیے۔ مولا سلام لیجیے
 اے تاجدارِ قطب اے تاجدارِ طیبہ
 اے زینتِ مدینہ اے برکتِ مدینہ
 کون و مکار۔ والے دونوں جہان والے
 روضے کا ترسے جلوہ ہے طہر کا تجلّا
 اے کعبہ دو عالم اے قبیلہ دو عالم
 میکش کیستیوں میں یادہ پرستیوں میں
 کون آپکے ہے ثانی یحییٰ حق کے بانی
 اے آقا سلام لیجیے والد سلام لیجیے
 اے رازدارِ مولا شایا سلام لیجیے
 اے رحمتِ مدینہ صدرِ اسلام لیجیے
 یکتائی شان والے یکتا سلام لیجیے
 اُس گنبدِ خضر کا صدقہ سلام لیجیے
 اے مُرشدِ دو عالم آقا سلام لیجیے
 مستوں کی مستیوں میں ڈوبا سلام لیجیے
 اے آمنہ کے جانی میرا سلام لیجیے

موقع سے حاضری کا دربارِ سروری کا
 امیرِ صابری کا آقا سلام لیجیے

سلامِ ذوق

تم کو آپیں سلام کہتی ہیں اور نگاہیں سلام کہتی ہیں
 تیرے جلوؤں کا یہ تصرف ہے جلوہ گاہیں سلام کہتی ہیں
 جو ترستی ہیں تیرے جلوؤں کو وہ نگاہیں سلام کہتی ہیں
 جس طرف سے گزرتے جاتے ہو جھٹک کے راہیں سلام کہتی ہیں
 تیرے مستوں نے وہ کئے سجدے سجدہ گاہیں سلام کہتی ہیں
 دونوں عالم کی سب تمنائیں تم کو چاہیں سلام کہتی ہیں
 ہجیر میں اے امیرِ شام و سحر
 دل کی آہیں سلام کہتی ہیں

سلام کیف

سلام اے شاہِ نغمانہ سلام اے پیرِ میخانہ
 سلام اے چشمِ پیمانہ سلام اے بزمِ زندانہ
 سلام اے ساقیِ دوراں سلام اے جانِ مے نوشاں
 سلام اے جلوۂ جاناں سلام اے عکسِ جانِ جاناں
 سلام اے روئے تابانی سلام اے نورِ ایمانی
 سلام اے بحرِ عرفانی سلام اے فیضِ روحانی
 سلام اے آقا و مولا سلام اے میرے حقیرا
 سلام اے ناویِ دلجا سلام اے حسنِ مہروماہ
 سلام اے رونقِ محفلِ سلام اے لطفِ درودِ دل
 سلام اے رہبرِ منزلِ سلام اے مرشدِ کامل
 سلام اے میرے سوز و ساز سلام اے میرے چارِ سا
 سلام اے دردِ دل کے راز سلام اے چشمِ مستِ ناز
 سلام اے صابریِ دولہا سلام اے کلیریِ دولہا
 امیرِ صابری کا لہو سلام اے آقا و مولا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نعت شریف

سرور کائنات فخر موجودات رحمة اللعالمین خاتم النبیین

جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صل علیہ وسلم

• مولا کے دلیر نبیوں کے سرور صل اللہ علیہ وسلم
ذاتِ خدا کا آپ ہیں منظر صل اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم برکت عالم زینت عالم دولت عالم
نور مجسم اللہ اکبر صل اللہ علیہ وسلم
کیوں نہ ہو قرباں ذات ہماری یگر بی نبادی بات ہماری
شانِ محشر کل کے ہیں رہبر صل اللہ علیہ وسلم
پی پی کے مخدوم ہوئے ہیں کیف سے ہم محمود ہوئے ہیں
إِنَّا أَطِيعُكَ الْكَوْثَرُ صل اللہ علیہ وسلم

یاسین والے طرہ والے طیبہ والے بطحا والے
قدسی پڑھیں یہ آپ کے در پر صل اللہ علیہ وسلم
دن میں اگرچہ یاس بسی ہے بطحا نگر کی آس لگی ہے
گنبد خضر دیکھوں چل کر صل اللہ علیہ وسلم
آقا میر صابری منگتا آپ کا بندہ آپ کا بردا
نور سے کر دو اس کو منور صل اللہ علیہ وسلم

یا مستبیر سرور دو عالم درود تم پر سلام تم پر
اے مظهر ذات نور اکرم درود تم پر سلام تم پر
نمایاے حسن جہاں تمہیں ہو مکین کون و مکان تمہیں ہو
سکون در جان بزم عالم درود تم پر سلام تم پر
شبنم محشر عقب تمہارا سورب کے تہ اور ہے رب تمہارا
ستے ہیں ہم عاصیوں کے سب غم درود تم پر سلام تم پر
یہ جان تن سے نکل رہی تھی تمہاری غاں سر نچل رہی تھی
تم آئے تو دم میں آگیا دم درود تم پر سلام تم پر
یہ راز داری میم دیکھو عسروج در یقیم دیکھو
بے اہم اہم ہی اسم اعظم درود تم پر سلام تم پر
میر صابریا کیا کا صدقہ جو دیکھوں بطحا نگر کا جلوہ
ذلیفہ ہو گا یہ میرا ہر دم درود تم پر سلام تم پر

بیاں کیا شان ہو شان محمد
 کلام اللہ عنوان محمد
 جدِ سرور کچھ دھڑک رہی ہے
 وہ چکار و سے تاباں محمد
 خدا کی ہر شئی پہچان اس کو
 ہوئی ہے جس کو پہچان محمد
 خدا کی جوتوں اور برکتوں میں
 لٹا جاتا ہے فیضان محمد
 جو سمجھا کچھ تو دیوالوں نے سمجھا
 کوئی کیا جانتے عرفان محمد
 نکل کر جان لب پر آہی پہنچی
 نہ نکلے ہائے ارمان محمد
 مقدراؤں پر ہے جج انکا
 بنے ہیں جو کہ دربان محمد
 تنہا ہے سرِ محشر بیباؤں
 میرے سر پر ہو دامان محمد

امیرِ نساہی کی لکھ کے ہے

خدا خود ہے ثنا ندان محمد

۱.

سرِ محشر وہ جس دم سجدِ ذی شان نکلیں گے
 ہمارے بھی اسی دن حسرت و ارمان نکلیں گے
 نہ کوئی دیکھنے کو آئے گا عاصی نظر اس دم
 محمد جب شفاعت کو سر میدان نکلیں گے
 زلیخا دیکھتا جاوے محمد کے تہ محشر میں
 ہزاروں صدقے ہوتے کو مہ کتفاں نکلیں گے
 نہیں گے صورت دیوار اس دم اہل محشر سب
 اٹھا جب نور کی چمن مہ تاباں نکلیں گے

عجب ہی رنگ لائے گا ہمارا حشر میں آتا
 کسی کا جس گھڑی ہم تنہا کر دانا نکلیں گے
 نہیں کچھ فکر ہم کو عرصہ محشر کے جگمگ کا
 یہ دیوانے تہا رے یس تمہیں پہچان نکلیں گے
 عرب کے چاند کی ہوگی شناخوانی جو پیش حق
 امیر صابری لے ہاتھ میں دیوان نکلیں گے

کہوں کس شان سجدہ تاجدارِ مرسلان آیا	نظر والے پکار اٹھے مکین لا مکاں آیا
جیسے ہو ذوقِ نظار اگر سے تابِ نظریا	کہ بے پردہ شہنشاہِ جیناں چہاں آیا
لیٹ کر نکلے دامنِ سو لگی دل کی جھجکاؤں کا	اگر کوئی مدینے کی طرف سو کاڑاں آیا
اے ذوقِ بندگی اب میری تو ہی آبرو رکھتا	جبین شوق کے سجدوں کا وقت امتحاں آیا
یہ وہ بحرِ تصور ہے تپہ چلتا نہیں کچھ بھی	کہاں تھا میں خیالِ یار میں دوبا کہاں آیا
طبیبِ میری پالین سے چلے جاؤ چلے جاؤ	میں حکم کاراز ہوں دیکھو وہ میرا زداں آیا
وہ آئے تو جہاں لبِ بھیاں میں ہر جان آئی	میں چائے زباں آیا وہ جانِ دو جہاں آیا
گنہگار نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ	وہ نورِ لم یزل بنکر شمعِ مجراں آیا
<p>امیر صابری کی سجدوں کی مستی رقص کرتی ہے نظر کے سامنے ہیں دم کسی کا آستاں آیا</p>	

گدائے شاہِ عرب ہوں فقیرِ راہ نہیں فقیر وہ ہوں کہ نظروں میں بادشاہ نہیں

بنی کے حسن کی جاوہ کی جلوہ نمایاں دیکھو
طوائف کوئے محمد پر جسے نصیب ہوا
کہ رعب حسن سے اٹھتی کوئی نگاہ نہیں ✓
قسم خدا کی اُسے خلد کی بھی چاہ نہیں ✓
وگرنہ مجھ جہاں میں کہیں پناہ نہیں ✓
میرے حضور کوئی مجھ سارو سیاہ نہیں ✓
جو تیرے ہاتھوں پی لوں تو کچھ گناہ نہیں ✓

امیر صابری یہ دل میں ٹھکان لی میں نے

کہ میرا سر نہیں یا آج سجدہ گاہ نہیں

طوفان میں اہل غم کا سہارا تمہیں تو ہو
آقا تمہاری یاد سے شکیں غالب ہے
تخلیق کائنات کے روح رواں ہو تم
دیکھا ہے طور پر جسے چشم کلیم نے
تیرے کرم سے حضرت عیسیٰ مسیح ہوئے
جس کی ضیائے حسن سو روشن جہاں ہوا

ایوں تو امیر صابری لاکھوں نبی ہوئے

محبوب کہہ کے جس کو پکارا تمہیں تو ہو

زہے نصیب دربنہ نصیب ہو جائے
نگارہ لطف تیرے انتظار میں ہوں میں
یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے
جو دور ہے وہ نظر کے قریب ہو جائے

سے یہ جس نے دردِ محبت عطا کیا مجھ کو
قسمِ خدا کی تقدیر کا اس نے کیا کہنا
کہ جس کی سمت نگاہِ حبیب ہو جائے
نہ نام یوں کبھی واعظِ حرم کو جلانے کا
طوافِ کوئے محمد نصیب ہو جائے
کرم ہو صدقہِ حسنین یا امیرِ عرب
درِ حضورِ یہ حاضرِ غریب ہو جائے
امیرِ صابری سایہ کا ہو کرم جس پر
پھر اس کے عشق کی دنیا عجیب ہو جائے

سرکارِ دو جہاں کے کرم کا ظہور ہے
آقا مدینے والے مدینہ حضور کا
طیبہ کی ہر گلی گلی جلوہ طور ہے
نچھڑے ہے دو تیرے کرم سے نہ دور ہے
اُس ناشیِ جمال کی ہیں جلوہ باریاں
دیکھا جدھر جدھر کو محمد کالور ہے
مانا کہ کوہِ طور بھی ہے جلوہ گاہِ یار
اُن کی گلی کی خاک کے ذروں میں طور ہے
مستو! چلو مدینے جو پیئے کا شوق ہے
گلیوں میں بہہ ہی یہ شرابِ ظہور ہے
بغداد و کربلا میں نہت میں اے جانِ جاں
جلوہ تیرے جمال کا سرتاپا نور ہے
مستی امیرِ صابری چھائی ہے اس قدر
جس جس کو دیکھتا ہوں وہ مجھ سرور ہے

دھوم کون دمکوں میں پائی ہے
اُن کی چوکھٹ کا میں بھکاری ہوں
اُن کے جلوؤں کی کیا رسائی ہے
بہرِ طوفاں میں گھر گئی کشتی
جن کے قبضے میں سب خدائی ہے
یا محمد تیری دُلائی ہے

تیرے آتے نے بزم ہستی کی بات بگڑی ہوئی بنائی ہے
 تیرے مستوں میں ساتی کوثر بے نیازی کی شان پائی ہے
 یاد شائی سے لاکھ بہت ہے تیرے کوچے کی جو گدائی ہے
 تیرے ہاتھوں سے پی کے اٹھیں گے یہ قسم میکشوں نے کھائی ہے
 جس کے پینے سے کھو گیا ہے امیر
 آج ساتی نے وہ پلائی ہے۔

عروج سرور لٹھا تو دیکھو کہاں بندہ کہاں مولا تو دیکھو
 نہ ہوتے آپ تو کچھ بھی نہ ہوتا عرب کے لال کا ہوتا تو دیکھو
 دو عالم کو متور کر گیا ہے بنی کے حسن کا جلوہ تو دیکھو
 تقاضا دیدہ بجا کرنے سے پہلے ذرا تم موصولہ اپنا تو دیکھو
 اگر کچھ دیکھنے کی آرزو ہے کسی کا ہو کے مرجاتا تو دیکھو
 میں جس نقش قدم پر جھک رہا ہوں جھکا جاتا ہے وہاں کعبہ تو دیکھو
 جہیں سجدے میں ہے گردن پہ خنجر نماز عشق کا سجدہ تو دیکھو
 کوئی چوتھے فلک پر رہ گیا ہے کسی کی منزل اسرا تو دیکھو

امیر صابری پر جو کرم ہے
 بھرا گوزے میں ہے دریا تو دیکھو

ذاتِ خدا کا عکس ہے جلوہ رسول کا حُسنِ جہاں میں حُسن ہے یکتا رسول کا

فرقت کا ایک لمحہ نہ بہا یا رسول کا
 اک حُسن میں دو شاہیں نظر آتی ہیں کھیر
 اہل نظر ہی جانتے ہیں ان کی منزلت
 کتنا ہے جس نے دیکھا ہے دربارِ مصطفیٰ
 قدرت نے پاس رکھ لیا سایہ رسول کا
 مگر رسول کا ہے مدینہ رسول کا
 گھر ہے خدا کا گنبد خضر رسول کا
 تختِ خدا زمین پہ ہے روضہ رسول کا
 دیکھے خدا کو دیکھنے والا رسول کا
 یہ فیصلہ کیا ہوا ان کی نگاہ کا ہے

میں نے امیرِ صابری دیکھا جدمر جدمر
 جلوہ نما ہے ہر جگہ جلوہ رسول کا

شانِ مبارک شہنشاہِ ولایت جناب حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ

میں منبعِ ولایت شیرِ رحمتِ خدا علیؑ
 خوشبوئے بو تراب سے کعبہ مہک گیا
 دلیوں کے اولیاءوں کے ہیں پیشوا علیؑ
 گھر میں خدا کے جب ہوئے جلوہ نما علیؑ
 مل جائے آپ کی جو کہیں خاکِ پا علیؑ
 مشکل کشائی کیجئے مشکل کشا علیؑ
 تلوار ہے خدا کی یہ دستِ خدا علیؑ
 بے مثل بے مثال ہے ذاتِ دنا علیؑ
 خیمہ شکن بھی ہیں علیؑ اور بیت شکن بھی ہیں
 ایسے تھے جاں نثار رسالت مآب کے

آقا امیرِ صابری کو ہر مقام پر
 کافی ہے یاد آپ کی یا مرتضیٰ علیؑ

بیان کیا شان ہو شیر خاکی
 نبی کا جسم اطہر جسم حیدر
 شجاعت اور سخاوت اور ولایت
 علی ہیں شاہ مرداں شیر یزداں
 گداؤں کو شہنشاہ کر رہے ہیں
 خدا کے گھر کو زینت بخش دی ہے
 رسائی ہے مکاں سے لامکاں تک
 علیؑ کے لال کے فیض قدم سے
 یہ بزم پاک ہے مشکل کشا کی
 یہ نسبت ہے علیؑ سے مصطفیٰ کی
 یہ دولت ہے علیؑ مرتضیٰ کی
 ہیں قوت بازوئے دست خدا کی
 روانی دیکھئے بحر سخا کی
 ولادت نے علیؑ شیر خدا کی
 علیؑ کے در کے ادنیٰ سے گدا کی
 زیں ہے عرشِ اعظم کر بلا کی

طفیل پنج تن مقبول ہو گی
 امیر صابری جو جو دعا کی

شانِ نجبت

وہ توں عالم میں کھلی کیسی بہارِ نجبت
 ہے کلام اللہ کی تفسیر ان کی شانِ پاک
 اُن کے حسنِ پاک کی پھیلی صیا ہے چار سو
 جان دیدی پر نہ جانے دین کی توقیر دی
 یا محمد یا علیؑ یا فاطمہ حسنینؑ پاک
 عند لیون نے یوں کی نغمہ سرائی چار سو
 تا ابد قائم رہے گی یادگارِ نجبت
 ناطقِ قرآن ہیں نقش و نگارِ نجبت
 ہنر ہے میں عرش پر قدسی شہرِ نجبت
 کر بلا میں رنگ لایا کیا وقارِ نجبت
 مایک کو نہیں ہیں یہ تاجدارِ نجبت
 بارخ ہستی میں ہے سب چھائی بہارِ نجبت

درد امیر صابری کو اپنے قدموں میں جگہ
یہ بھی ہے ادھے سامولا خاکسارِ نخبین

شانِ مبارک جناب حضرت امام حسین علیہ السلام

اسلام اے شہسوارِ کریم	اسلام اے دینِ حق کے رہنما
اسلام اے راقبِ دوشِ رسول	اسلام اے رونقِ باغِ بتوں
اسلام اے نورِ چشمِ فاطمہ	اسلام اے شمعِ یزیدِ زہر
اسلام اے گریہِ حجرِ سجا	اسلام اے دلبرِ شیرِ خدا
اسلام اے کشتہٗ جو رو جفا	اسلام اے مالکِ میرِ دُرِ قضا
اسلام اے پیشواۓ دو جہاں	اسلام اے عشق کی روحِ رواں
اسلام اے دکھ زدوں کے چارہ	اسلام اے دلی جلوں کے دلتوان
اسلام اے عاشقِ شانِ نبیؐ	اسلام اے جانِ جانانِ نبیؐ

ہے امیرِ صابری در کما گدا
ہو نگاہِ لطفِ شاہِ کریم

علیؑ کے لالِ شہادت کی آبرو رکھ لی	گلاٹھ کے خلافت کی آبرو رکھ لی
گلاٹھ کے مسجد سے میں سر کوٹنے کے گھوڑیا	قسمِ خدا کی نبوت کی آبرو رکھ لی
علیؑ کے لال نے باطل کے ٹکڑے کر دیے	نبیؐ کی شانِ رسالت کی آبرو رکھ لی

دیا ہے سر نہ دیا ماتھا ہاتھ میں اُنکے
ہو جان دیدی شریعت کی آبرورکھ لی
اتیر صابری اُس صابری گہرا نے نے
سکڑ کے گردنیں اُمت کی آبرورکھ لی

مدیح جناب حضرت میراں محی الدین غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ بعد از تشریف

السلام اے والے بنیاد تم پر السلام
السلام اے غوث الاعظم و شکیبہ دو جہاں
السلام اے کنت کنت کے معانی السلام
السلام اے سیرت حسنہ نبی شکیبہ علی
یا شہ جیلان کہاں جاؤں تیرا دھچکڑ کر
کیا لگائے حشر کی تیری دل دگر کا

السلام اے یادگار بختین عالی مقام
السلام اے یاد حیرہ چارہ بیچار کمال
السلام اے یاد شاہ شرمنا فی السلام
آپ کی نظر کرم سے لاکھوں بنتے ہیں دلی
میں سگب دربارہ یوں لطف و کرم کی نظر
ہے مریدی لا تحف فرمان میرے پیر کا

کس لئے گھرا رہا ہے بارِ عصیاں سے اتیر
حشر میں تیری مدد فرمائیں گے پیران پیر

شرح بزم بختین غوث الورا تمہیں تو ہو
نورِ نظر نبی کے مویخت جگر علی کے سحر
سیرت مصطفیٰ اکبر تم صورت ماضی تو تم

مشکل کشائی کیجئے مشکل کشا تمہیں تو ہو
یاد شہید کر بلا آل عیا تمہیں تو ہو
جو کچھ کہوں بجا ہو تم ایسے پیا تمہیں تو ہو

اندر دیا غوث پاک خشک گشت ہے تیرن ذات
 چرخاں کو قطب کر دیا ڈو ویسے ہوئے ترا
 در پہ بیکارن آئے ہیں دست طلب بھیک ہیں
 بھٹکے ہوؤں کے رہنما حاجت و انتہا نہیں تو ہو
 مردے جلائے حقوہ نظر خطا نہیں تو ہو
 منگتوں کو بادشاہ کردگان بھر سنا نہیں تو ہو
 آق علیج درویش چاہے امیر مہارسی
 ہوں وہ برلیض لادوا حص کی دوا نہیں تو ہو

وہ ذات پاک ہر فیض رساں بغداد وایکی
 پلائے آج ایسے پر مزاں بغا اووالے
 یہاں کیا کر گوں ہوں رفعتیں بغداد وایکی
 حسین بن علیؑ لال ہے بغداد وکاد وایکی
 دہلی غفل و خرد کہ پہنچنا ہی غیر ممکن ہے
 کہیں مرقے جلائے کہیں ڈو لے ترائے ہیں
 یہاں بغداد وایکی
 امیر صابری ہم کو سنہ رشش کی ضرورت ہے
 یہاں بغداد وایکی

بغداد سے پیغام سب لائی ہوئی ہے
 ہم بن پٹے جائینگے نہ ساقی تیرے در سے
 بہمت نظر آتی ہیں ہمت کی گھٹائیں
 تم بختن پاک کی نسل کی شمع ہو
 مستویو پیسے کی بہار آئی ہوئی ہے
 بس آج یہ زندون نے قسم کھائی ہوئی ہے
 مینا نے قمار کی فضا چھائی ہوئی ہے
 ولیوں نے ضیا آپسے سب پائی ہوئی ہے

محشر میں ہونگے ساتھ میرے باتنے والے
 یہ بات میرے پیرنے فرمائی ہوئی ہے
 یہ کہ مریدی لا تحف ارشاد فرمایا
 اللہ سے یہ بات سب منوالی ہوئی ہے
 ہے سب امیر صابری صابر کی عنایت
 یہ آگ محبت کی جو کھڑکائی ہوئی ہے

پہنچی ہے دھیم کہ پیران پیر آتے ہیں
 بچھاؤں اہ میں انکی میں فرشتے آنکھوں کا
 چلو اے عاشقو کھ لیجے اے من امید
 وہ بادشاہ و شہنشاہ بن کے جاتے ہیں
 یہ اُن کا لطف و کرم ہے کہ ہر جگہ دیکھیں
 سنبھل کے بیٹھنا غوث الورا کے دیوالوں
 زہے نصیب میرے دستگیر آتے ہیں
 میں صدقے جاؤں دُعاؤں کے پیر آتے ہیں
 علی کے لاٹھے روشن ضمیر آتے ہیں
 جو انکے کوچے میں بن کر فقیر آتے ہیں
 وہ بن کے رحمت رب قدیر آتے ہیں
 نگاہ ناز کے تیزوں پہ تیر آتے ہیں

امیر صابری محشر میں ساتھ ہے جن کا
 وہ میرے پیر ہیں پیروں کے پیر آتے ہیں

ذریعہ محبوب سبجانی تو دیکھو
 جنابِ فیض کے دل کا ٹکڑا
 کہاں ہیں وہ کہیں کہاں جلوہ گر ہے
 یہ کن کے در کے سجدوں کے نشاں ہیں
 کہئے مٹھو کر سے لاکھوں مردستہ زندہ
 کہ لاثانی کا لاثانی تو دیکھو
 علیؑ کے لال کا جانی تو دیکھو
 یہ اُن کا فیض روحانی تو دیکھو
 فرشتہ میری پیشانی تو دیکھو
 نگاہِ لطف جیلانی تو دیکھو

حکومت ہے مکاں سے لامکاں تک
 یہ ان کی شانِ سلطانی تو دیکھو
 میں ان کے جلوؤں میں گم ہو گیا ہوں
 یہ جلوؤں کی فراوانی تو دیکھو
 دو عالم کو منور کر رہا ہے
 یہ حسنِ ماہ تابانی تو دیکھو
 نہ لاؤ تم نظر میں تاجِ شاہی
 جو ان کے در کی درباری تو دیکھو
 جیبِ سید عالم یہی ہیں
 یہی ہیں قطبِ ربانی تو دیکھو

امیرِ صابری دیکھو حیدر بھی
 ہے بہت بھر عرغانی تو دیکھو

شانِ مبارک حضرت خواجہ خواجگان والی ہست حضرت خواجہ
 معین الدین چشتی اجمیری سخی

۱

سلام اے نائبِ شاہِ رسولان
 سلام اے منبعِ سیرِ نبوت
 سلام اے جانِ جاں شیرِ شیر
 سلام اے خواجہ عثمان کے دلا سے
 سلام اے شمعِ بزمِ رسالت
 سلام اے پختن کی شانِ خواجہ
 سلام اے ابنِ حیدر کی نشانی
 سلام اے شیرِ حق کے شیرِ تم پر
 سلام اے عیش کی منزل کے رہبر
 سلام اے خواجہ اجمیر تم پر
 سلام اے خواجہ اجمیر سخی

پھرے کیوں میرے خواجہ مارا مارا
امیر صابری ہو کر تمہارا

خواجہ خواجگاں ہو تم ہنر کے بادشاہ ہو تم
خواجہ معین الدین دلی بارغ بتول کی کلی
لوٹے دلوں کا آسرا بھٹکے ہوؤں کے رہتا
تیرے کرم سے ہو گئی ظلمت کدو میں روشنی
تاکا ہے جسے ہر اک نظر اپنا بنا لیا ہم میں
نائب مصطفیٰ ہو تم ہاشمی جلوہ گاہ ہو تم
یاد شہید کر بلا حیدری بارگاہ ہو تم
جو دوستی کی کان ہو بحر کرم کی راہ ہو تم
توحید کی ضیا ہو تم تا طمہ ہر ماہ ہو تم
معجز نما ہو ذات پاک کیفیت بھرنی بگاہ ہو تم

چاہے امیر صابری ہو اک نگاہ سرسری
کعبہ ہو کعبے دلوں کا میری تو مسجد نگاہ ہو تم

کہوں کیا ہو رہا جمیر میں ہے
طفیل خواجہ عثمانؒ ناروں
شہید کر بلائی سے نشانی
جو ہیں اہل نظر وہ دیکھتے ہیں
نراروں اولیاء غوث و قطب کا
تجھے ہو زاہد اکبر مبارک
اے بیمار محبت چل نہ گھبرا
میری کشتی کو طوفان کا ہے غم کیا
در رحمت کعبہ جمیر میں ہے
وہ نائب مصطفیٰ جمیر میں ہے
علیؑ سالا ڈلا جمیر میں ہے
خدا جلوہ نما جمیر میں ہے
عجب میلہ لگا جمیر میں ہے
مجھے سجدہ ادا جمیر میں ہے
در دار الشفا جمیر میں ہے
کہ جس کا نا خدا جمیر میں ہے

امیر صابری حل ہوگی مشکل میرا مشککشاجمیر میں ہے

چلو اجمیر میں سنگتوں کی سنی جاتی ہے
حضرت خواجہ عثمان کا تصرف دیکھو
جوق در جوق چلے آتے ہیں قدسی در پر
کھول مینا دے اے چشت نگر کے دُلہا
بھر دو بھر دو میرے خواجہ میری جھولی بھر دو
اے غریبوں کے مددگار غریبوں کی سُنو
یہ تیری خاص نگاہوں کا کرم ہے خواجہ
میرے خواجہ کا وہ جلوہ ہے اللہ اللہ
ہٹ رٹا ہے یہ علی شیر خدا کا عقد
ہائے اب تک تجھے در پہ بلایا خواجہ
بات بگڑی ہوئی دنیا کی بنی جاتی ہے
ہر نگاہ خواجہ کی راہوں میں چھی جاتی ہے
دھوم کوئین کی گلیوں میں مچی جاتی ہے
بھڑکتی سنتوں کی تیرے در پہ لگی جاتی ہے
مانگنے والوں میں بدنامی ہوئی جاتی ہے
ورنہ فریاد مدینے کو چلی جاتی ہے
مکشوں میں مٹے کوثر چوٹی جاتی ہے
ہوش والوں کی بیاں ہوش اڑی جاتی ہے
یہ سخاوت کی جو تصویر کبھی جاتی ہے
حسرت میری سبزل میں رہی جاتی ہے

ہے امیر اپنا در خواجہ پہ مرنا جینا
یہ لگن ایسی لگی ہے کہ لگی جاتی ہے

طرب سدا من پیارے پیٹھے ہیں منگتے در پر ہزار خواجہ
تمہاری چوکھٹ کے جو بھیکاری بتے ہیں سب تاجدار خواجہ
ہے جاری جو دوست کا منیع یہ خواجہ عثمان کا ہے صدقہ

تیرے سوالی نہ جائیں خالی بس آج سُن لو پکار خواجہ
 سے میرے اجمیر کے بسید بھنسی ہے آکر بھنڈور میں نیا
 طفیل پختن سکا دو ٹھوکر کرم سے کر دیجئے پار خواجہ
 تمہارے قدموں میں لگی جو بھی آئیں قسم خدا کی جو چاہیں پائیں
 لگی تمہاری تمہیں سنائیں تمہیں تہوراز دار خواجہ
 پلا کے مست و الت کر دو خودی کو تیرن اب پست کر دو
 اور اپنی مستی میں مست کر دو چڑھا دو ایسا شمار خواجہ
 تمہاری چوکھٹ کو چومتے ہیں اور گرد و نشے کے گھومتے ہیں
 یہ بن پئے آج چھومتے ہیں تمہارے سب بادہ خواہ خواجہ
 جو چاہو دنیا بدل دو میری چو چاہو مستی پلٹ دو میری
 ہو تم امیر موزین کے زلی تمہیں ہے سب اختیار خواجہ

یا مورے خواجہ آ مورے خواجہ خواجہ کے ہمارا آج
 اب تو کرم کی کیجو بھریا ڈوبت ت میں تھار لوزیا
 عثمان کا سدا پار لگا دو مہندولی مہرے راق
 یا مورے خواجہ آ مورے خواجہ
 پشت نگر میں دھوم مچے خواجہ پنیا کی شادی رچے ہے
 گھر گھر میں اجمیری دولی راجن کے مہر راج
 یا مورے خواجہ آ مورے خواجہ

خواجہ تھار سے در کی بھکار
پیاں پر تہوں نہتی کرت ہوں

آن پڑی ہے آپ کے چرن
ولین کے سرتاج

یا مورے خوابہ امورے خوابہ

پنجتن کے وہ نور ہو خواہ
نائب شاہ بطحا نگر ہو

یا موریے خواجہ امورے خواجہ

ڈیوٹی ڈیوٹی... ڈیوٹی ڈیوٹی
نہرا کے دلبر حمید کے جانی

سُودھ دے لیسری ہماری سگاری
بگر طے سنوار و کاج

بامورے خواجہ آ مورے خواجہ

اچھے بُرے ہیں تمہرے کہلا میں
دو دنوں جگت میں تمہارا

ہو کے تمہارے کس درجائیں
تم کو ہے ہماری لاج

یا میرے خواجہ آ میرے خواجہ

نواب امیر نزار پکارے
تم نہ سنو تو کون سنے گا

کب سے پڑا ہے آپ کے دوارے
عرج گریب نواج

یا میرے خواجہ کمورے خواجہ

خواجہ گریب نواز غریب موری سن ۱۰۰۰

مصدقہ خواجہ عثمان ماہی

دولین کے سرتاج عرج موری حسن لو

تودے کرم کی آس لگی ہے غم کے بھنور میں نیا چنسی ہے
 پار لگا دو آج عرج موری سن لو
 خواجہ میں تودے نام پہ داری جائے کہاں تودے در کا بھکاری
 دو جگ کے مہاراج عرج موری سن لو
 شاہ و گدا سب در پہ پڑے ہیں خواجہ یہ کچھ لینے کو اڑے ہیں
 خالی نہ جائیں آج عرج موری سن لو
 خواجہ میں دم دم یہ ہی پکاروں آپ کو خواجہ آپ سے مانگوں
 سب دلی مہاراج عرج موری سن لو
 تم بن خواجہ کون ہمارا دونوں جگ میں تورا سہارا
 بگڑے سوارہ کاج عرج موری سن لو
 خواجہ امیر زار ہے انگستا یا مورے خواجہ آپ کے در کا
 آپ کو ہماری لاج عرج موری سن لو

چلی چلی میری جان حرمین چلی خواجہ
 سہلا بکھاں کے مکین زینتِ دُعا لہو
 تہا لے ٹکڑے دیا جو آجتک چلی خواجہ
 ہو سیرتِ نبیٰ اور صورتِ علیٰ خواجہ
 یہ رہیری میری کرتی ہے سبکی خواجہ
 کہ رشکِ جنت ہے اجمیر کی نگلی خواجہ
 کھلی کھلی میرے دل کی کھلی کھلی خواجہ
 ہر اک کو پہچانے اور ہر اک گلی کھلی خواجہ
 چلی چلی میری جان حرمین چلی خواجہ
 سہلا بکھاں کے مکین زینتِ دُعا لہو
 طفیل خواجہ عثمان لگی رہے ایسی
 نکالے دیتی ہے بلی تگر کی گلیوں کے
 تمہارا نام مبارک زبان پہ چب آیا
 تہا لے جلوڑوں سے اجمیر کے منہ میں

میں ایک سجدے میں جھکھتا تھا دیکھ لیا تمہاری چوکھٹ پہ خبید مجھیں ملی خواجہ
 امیر صابری اہل نظر نے دیکھے ہیں !
 تمہاری نظروں سے ڈھلتے ہوئے ملی خواجہ

شانِ میارک جناب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر سراج الانبیاء
 زہد الانبیاء قدس سرہ العزیزہ رپاک پٹن شریف

السلام اے خواجہ گنج شکر
 خواجہ قطب الدین کے پیارے سلام
 پختن پاک کی محفل کے نور
 اے میرے سلطانوں کے سلطانِ نرید
 آپ کی شانِ میارک دیکھ کر
 راز دار کنت کنتراً مخفی
 آپ ہر مشکل میں ہر تکلیف میں
 آپ ہیں سرتاج زہد الانبیاء
 جانیں تو جائیں کساں تیلابے
 آپ کو در پہ پڑوں کی لاج ہے
 اسلام اے مظہر خیر البشر
 جلوہ حق کے نظارے اسلام
 نہرا کی آنکھوں کے تارے اسلام
 ہاتھوں سے حق کے سنوارے اسلام
 عرش سے قدسی پکارے اسلام
 ابن حبیب کے دھارے اسلام
 سیکسوں کے ہو سہارے اسلام
 دونوں عالم سے نیارے اسلام
 آپ کی نظروں کے مارے اسلام
 آپڑے در پر تمہارے اسلام

اس امیر صابری کا ہو قبول

ہے کھڑا در پر پکارے اسلام

لطف و کرم کی ہو نظریا خواجہ گنج شکر
 جائیں تو اب جائیں کہ صریا خواجہ گنج شکر
 اے چشمہ فیض رساں اے منبع جود و سخا
 خواجہ قطب کے فیض سے آپا کپتس میں
 محو قسم ہے آنکھی خواہش نہ تحت و تاج کی
 فیض قدم سو آنکھے دیکھا ہو کو چے میں تیرے

در پہ کھڑا ہے دیر سے آقا امیر صابری
 کیجے عنایت کی نظریا خواجہ گنج شکر

میں ہوں دیوانہ فرید الدینؒ کا
 غیر کی سُننا ہے کب وہ زابدا
 صد نے سو خواجہ قطب کے لگ گیا
 عرش سے قریبی ہیں آئے دیکھئے
 دیکھ کر شاہوں نے سر کو خم کیا
 حشر میں آتا ہے وہ کس شان سے
 خلد میں جانے دور ضوان نے کہا
 ہے علی احمد علاؤ الدینؒ ولی

دل ہے کا شانہ فرید الدینؒ کا
 جو ہے مستانہ فرید الدینؒ کا
 محبو پہمانہ فرید الدینؒ کا
 پوچھیں میخانہ فرید الدینؒ کا
 تختِ شانہ فرید الدینؒ کا
 دیکھو مستانہ فرید الدینؒ کا
 یہ ہے دیوانہ فرید الدینؒ کا
 دل کا کا شانہ فرید الدینؒ کا

یہ امیر صابری جان و جگر
 ہے یہ نذرانہ فرید الدینؒ کا

میں کیا کہوں ہے کیا رُخِ زیبا فرید کا
خواجہ قطب کے لطف و کرم کی یہ شان ہے
میخانہ فرید کی تلچھٹ بھی جس نے پی
پہنچا درجیت پہ تو رضوان نے یوں کہا
گر دیکھنا منظور ہے فردوس کا جلوہ
جو چاہو وہ ملتا ہے چلو پاکستن میں
نقشہ خدا کا عین ہے نقشہ فرید کا
جس میں کو دیکھتا ہوں شیرا فرید کا
ہر قدم میں وہ دیکھنا ہے جلوہ فرید کا
جاسے دو خلد میں یہ ہے بندہ فرید کا
چل کر کے دیکھ لو ذرا دھنہ فرید کا
کیا فیض کا چشمہ کھلا بابا فرید کا
زاہد امیر صابری کی پوچھتا ہے کیا
روز ازل سے یہ تو ہے بندہ فرید کا

بادشاہِ دو جہان حضرت مخدوم علی احمد علاؤ الدین صابری
شہنشاہِ کلیر قدس سرہ الغریب

السلام مخدوم علاؤ الدین صابری اسلام
السلام مخدوم علی احمد علاؤ الدین ولی
السلام اے نور حق شمعِ یزم پنجتن
السلام اے واقف اسرار حق رب مجید
السلام اے نیت کون و مکان حسن قبول
السلام اے منبعِ شان ولایت حیدری
السلام اے نور چشم ابن حیدر اسلام
السلام اے سرتاپا نور نئی شان علی
السلام اے راز دار کنت کنترا مخفی
السلام اے دلبر گنجِ شکر بابا فرید
السلام اے یادگار گلشن زہرا کے پھول
السلام اے حضرت مخدوم صابری کلیری

لو امیر صابری کا لو میرے صابری سلام
آپکے منگتوں کا منگتا آپکے در کا غلام

ظہورِ عشق ہو تم زینتِ حسنِ جہاں تم ہو
 امامِ الاولیاء ہو آفتابِ چشتیاں تم ہو
 کہ تخلیق جہاں کی جانِ جانِ روحِ خداں تم ہو
 میرے رمانوں کی دنیا کے صابرِ رازِ خداں تم ہو
 میری امید سیڑھی کر بھی مجھ پر مہیاں تم ہو
 دو عالم کیلئے وہ منبعِ فیضِ رساں تم ہو
 ضیائے دو جہاں تم ہو مسکنِ لامکاں تم ہو
 عیشِ کئے پھر رہے ہیں کیوں جو میر کا رمان تم ہو

شہنشاہِ ولایت جانِ جانِ عاشقانِ تم ہو
 میرے نورِ نظر ابنِ علیؑ معزِ دمِ علیؑ احمدؑ
 علامہِ الدین صابرِ حق نے یہ تم کو شرفِ بخشا
 تمہارے در کا فگتا ہوا کہاں جاؤں کہھر جاؤں
 بھلا کیونکر نہ محکوناز ہو اپنے مقدر پر
 تمہارے آستانے سے کوئی خالی نہیں جاتا
 تمہاری شانِ اقدس کو کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
 طفیلِ خواجہ گنجِ شکرِ نظرِ کرم کیجئے

اتبر صابری سب کہہ رہے ہیں یوں نظرِ والے
 یہاں تم ہو دلوں تم ہو عیاں تم ہو نماں تم ہو

حقیقت میں ہیں نصائے یہ ہی اللہ اکبر کے
 حیاتِ جاوداں پائیں تیرے کوچے میں مرم
 نریا الدین کا صدقہ پلا دو جامِ بھر بھر کے
 نشاِ جنت کی جیتے ہیں یہ ساتے تیرے گور کے
 جہنِ شوقِ اس آستانے پاک پہ دھڑکے
 میں دیکھوں ہر طرف جلوے تیرے روئے متور کے

یہ دیکھو بے حجابانہ ہیں جلوے کلبر کے
 میرے معزِ دمِ علیؑ احمدؑ جو دیوانے تیرے در کے
 تیرے کوچے میں چشے بہہ رہے ہیں آن کوثر کے
 بعضِ نادوا پائے شفا اس در پہ آکر کے
 تو رہتے دیکھ لے زاہدِ علامہِ الدین صابر کے
 میری آنکھوں میں ایسے کچھ کچھ کے نقشے نصیر کے

کوئی کعبہ کلیسا کے کوئی دیوانے مندر کے
 امیر صابری کو ہیں رواں سجدے تیرے در کے

صابر پیانے فیض کے دریا بہا دے
 صدقہ معین الدین کا اور قطب الدین کا
 کلیر کی خاک پاک میں وہ ہیں تجلیاؤں
 جب سے شراب صابری صابر نے کی
 میری نظر میں بیچ سلاطین دیر میں
 مشہور دو جہاں ہے وہ دریا دلی تیری
 تسکینِ قلب ہو گئی صبر و سکون ملا
 اترین میں اور نہ اترین گے مرنے کو بعد بھی

بگڑے تمام کام ہمارے بنا دے
 گنجِ شکر کے لال نے اجرے بسا دے
 بے پردہ طور کے میں جلوئے دکھا دے
 کوثر کے سب خیالِ سمائے بھلا دے
 صابر کے استساں پہ اب لیتر جما دے
 مٹتے بھی بادشاہ و شہنشاہ بنا دے
 ایسے کئی نگاہ نے چہرے لگا دے
 ایسے خاراں کی نظر نے چڑھا دے

دیکھو ابیر صابری صابر پیانے کی شان
 کونین کے حضور خزانے لٹا دے

جہہ دکھا دو صابری
 ہو جائے حج اکبری
 غوث الیرا کی آل ہو
 تم نشانِ حیدری
 کھاتا ہوں میں تیری قسم
 لیکن تو چیزِ دیگر کی
 حاجت نہ تختِ دُعا کی
 مل جائے تیری چاکری

مخدوم صابر کلیری
 مخدوم صابر کلیری
 گنجِ شکر کے لال ہو
 مخدوم صابر کلیری
 بسیارِ خوباں دیدہ ام
 مخدوم صابر کلیری
 نہ دو جہاں کے راج کی
 مخدوم صابر کلیری

محتاج ہیں شاہ دگلا اے منبعِ جو و دستخا
 ہو اک نگاہِ سرسری مخدوم صابر کلیری
 گنجِ شکر کا واسطہ مستوں کو کر دیجئے عطا
 صابر شراب صابری مخدوم صابر کلیری
 تکل تیری چو کھٹ پہ دم یہ کہہ رہا ہے دم بدم

صابر امیر صابری
 مخدوم صابر کلیری

میرے مخدوم کی چو کھٹ سے وہ فیضان ملتا ہے۔
 کہ ہرے نوشہر کو چمیانہ عرفان ملتا ہے
 میرے مخدوم علی احمد کی یہ شان سخاوت ہے
 یہاں پر دولتِ دنیا و دین ایمان ملتا ہے
 میرے صابر کے کوچے میں سے دیکھو دیکھئے دالو
 خدا بھی آج بن کر صابری مہمان ملتا ہے
 خزانے گنجِ شکر لٹ رہے ہیں آج کلیر میں
 کہ مستندوں میں بھی چھپ چھپ کر ایک سلطان ملتا ہے
 ہر اک غوث و قطب ابدال اُن کے آستانے پر
 کھڑا ہے حاضری میں صورتِ دربان ملتا ہے
 جے دیکھو دی دوبا ہوا ہے رنگِ وحشت میں

شرابِ صابری کا جام ہر ہر آن ملتا ہے
امیرِ صابری ڈر ہے شریعت کا نہیں کہہ دوں
کہ جس جس شان سے صابر پیا کاشان ملتا ہے

صابر کے آستان پر عالم جھکا ہوا ہے
سب عرشِ نرش ولے بن کر براتی لائے
بایا فرید الدین کے لطف و کرم کا صدقہ
صابر تمام محفلِ مستی میں حبیبِ مستی ہے
جس سمت دیکھتا ہوں جلوہ صابری ہے
بابِ کرم سے آقِ دستِ کرم نکالو

کلیر کا درہ درہ کنیدہ بنا ہوا ہے
وہ بادشاہِ کلیر در لہا بنا ہوا ہے
قیصانِ صابری کا دریا چڑھا ہوا ہے
پر تو تیری نگاہ کا الیہ پڑا ہوا ہے
آنکھوں میں آج ایسا نقشہ کھچا ہوا ہے
منستوں کا در پہ دیکھو میلہ لگا ہوا ہے

یہ تخت و تاج و شاہی وہ کیوں نظر میں لائے
جو کہ امیرِ ان کے در کا گدا بنا ہوا ہے

رہیں گی کب تک یہ مجھ سے خلوتیں جدا
بدل دو میرے بھی پگڑے ہوئے مقدر کو
میں کر رہا ہوں تیری دید کے تقاضے میں
دکھا دو جلوہ پُر نور بے حجابانہ
طفیل گنجِ شکر کچھ تو آج مل جائے
یہیں سے عالم بالائے فیض پایا ہے

گزر گئیں تیری چوکھٹ یہ بدلتیں صابر
کہ تم نے بدلی ہیں لاکھوں کی قسمیں صابر
حرمِ نانہ کے پردوں کی مٹیں صابر
ظہاف کرتی ہیں روضہ محاسن صابر
کہ لاکھوں آئے ہیں لیکر کے حشریں صابر
ملی نہ کس کو تیرے در سے دو تیں صابر

تجلی طور کی روشنی پہ جگمگاتی ہے کہ برق پاش ہیں آگے رحمتیں صابر
 سُنو گے تم ہی تو تم کو سنانے آیا ہوں کہ تم پہ روشن ہیں سب میری حالتیں صابر
 امیر صابری کا حُسن اعتقاد ہے یہ
 تمہاری یاد ہے حق کی عبادتیں صابر

جسے جنت سمجھتے تھے وہ کلیر کی گلی نکلی
 معین الدین قطب الدین کی نظر غایت سے
 میرے مخدوم نے قسمت ہزاروں کی بدل دی
 یہی جاوہر یہی نقشہ ہی صورت ہی سیرت
 تجلی خیر ہے ہر ذرہ ذرہ خطہ کلیر
 جس سانچے میں تھا الحق نے نقشہ نور و حد کا
 امیر صابری جس وقت دیکھا غور سے میں نے
 فریدی باغِ جنت سے یہ کلیر کی گلی نکلی

۱۵
 نکل جائے در پر تیرے جانِ منابر
 جسوں آرزو میں مولد تیرے غم میں
 اٹھا دو اٹھا دو یہ چہرے سے زلفیں
 شہنشاہ بھی انکی غلامی میں رہتے
 تیرا ہر اشارہ ہے تفسیرِ قرآن
 بس آئنا ہی دل میں ہے ارمانِ صابر
 یہ ہی زندگی کا ہو سامانِ صابر
 دکھا دو دکھا دو یہ قرآنِ صابر
 جو ہیں آپ کے در کے در بانِ صابر
 رُخ پاک ہے تیرا قرآنِ صابر

مجھے اپنے مستوں میں کر لیجے شامل
 پلا کر کوئی جام عرفان صابر
 امیر حمزہ یوں سر حشر آئے
 ہوا محقوں میں بس تیرا دامن صابر

یہ ہیں گنج شکر کے کچھ رفیقان کلیر میں
 میرے مخدوم علی احمد علماؤ الدین صابر کے
 معین الدین قطب الدین فرید الدین صدقہ
 چلو مستویہ بھر بھر کے پیالے یہ پیما تہ
 در مخدوم پر جا کر کوئی خالی نہیں آتا
 در صابر پہ جا کر کے جبین شوق کو رکھ دے

امیر عابری جو کہ جھکا اُس استیائے پر
 اُس کو ہو گئی اللہ کی پہچان کلیر میں

صابر ذرا سن لیجے فریاد کسی کی
 صدقہ فرید الدین کا کھڑا تو دکھا دو
 صدقہ معین الدین قطب الدین کا کیجے
 چلو ہوا میں رہوں یا نہ رہوں پر ہے تمنا
 جلوہ دکھا دو نور کی چلین کو اٹھا کر
 جس نے میرے امانوں کی لسیج کو بیا یا

آخری ہوئی دنیا کرو آیا کسی کی
 اب زندگی ہوئے کو ہے برباد کسی کی
 گنج شکر کا واسطہ کیجئے ادا کسی کی
 تاحشر میرے دلیں ہے یاد کسی کی
 یہ شاد کرد حشرت ناشاد کسی کی
 اب تک نگاہ ناز ہے وہ یاد کسی کی

صابر امیر صابری کو در پہ جگہ دو
سُن لیجئے بھوٹی ہوئی ثریا د کسی کی

سہاگیا ہے میرے دل میں اب یہی صابر
لطیف لکھنؤ شکر کھرو آج دامن کو
تہائے کوچے میں مٹنا ہے زندگی صابر
نیزے خزانے ہیں کوئی نہیں سکی صابر
خدا کے واسطے دیدے رہ بخودی صابر
تو اپنے مستوں کو دیدے پچی پچی صابر
کسی کو عقی اور دنیا کتنی کو دی صابر
جو ترے کوچے میں ہر لطف بندگی صابر
نہ ہے وہ دیر و حرم میں نہ ہے کلیں میں
تو ہے زالا تیری دین بھی زالی ہے
نہ ہے وہ دیر و حرم میں نہ ہے کلیں میں

امیر صابری در کا تیرے بھکاری ہے
اسے جو دنیا ہے دے دیجئے ابھی صابر

شان مبارک جناب سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین

اولیاء محبوب الہی قدس سرہ الخیر

تم سا نہیں کوئی حسین خواجہ نظام الدین
بہر فرید الدین و قطب الدین کا مجھ کو
تم ہی تو دل میں مکین خواجہ نظام الدین
دیکھو دکھارو گئے مسین خواجہ نظام الدین
کسی ہر یہ شوق حبیب خواجہ نظام الدین
سجدہ سجدہ ہو در سے تیرے اٹھے نہ سراپا

اُس دل میں کیسے غیر کا ہوئے گذر خواجہ
جس دل میں ہو تم دل نشین خواجہ نظام الدین
میرے لئے کبھے کا کعبہ آپ کی چوکھٹ
ہے اس میں یہ سی اپنا یقین خواجہ نظام الدین
دل کو میرے روشن کیا اک یاد تیری نے
اے جلوہ ماہ بسین خواجہ نظام الدین

یہ ہے امیر صباری نظر کرم ان کی
چال چہاں دیکھا وہیں خواجہ نظام الدین

جو آپ کا شیدا ہوا محبوب الہی
یا با فرید الدین کی اک خاص نظر سے
میں کیا کہوں وہ کیا ہوا محبوب الہی
کیا آپ کا رتبہ ہوا محبوب الہی
میرے سے وہ مولا ہوا محبوب الہی
جو آپ کا منگتا ہوا محبوب الہی
جس کو تیرا جلوہ ہوا محبوب الہی
محب کو تیرا سودا ہوا محبوب الہی
وہ ہو گیا ہے واقف اسرار حقیقی
کبھے کو کوئی جائے کوئی سوئے کلیسا

جائے امیر صباری کیوں غیر کے در پر
یہ آپ کے در کا ہوا محبوب الہی

زری از بخش کے قریان جاؤں
وہ سلطان المشائخ اولیاء ہیں
سوا ان کے نہ کچھ نظروں میں لاؤں
نظام الدین محبوب الہی
جو چاہوں ان کی چوکھٹ سے میں پاؤں
میری دکھ درد میں دُونی کہانی
تیرا منگتا تیرا بندہ کھادوں
میرے خواجہ سنو تو میں ستاؤں

دہن پر دیکھ لیتا ہوں تمہیں کو
جبین شوق جس جا پر جھکاؤں
کہاں بہر فرید الدین کیجھے
کہاں تاک ٹھو کریں درد کی کھاؤں
امیر صابری کی آرزو ہے
دو عالم میں تمہارا میں کہاؤں

شان مبارک قسیدہ و کعبیر و مرشد واقف اسرار حقیقی
خضر طریقت بحر وحدت جناب حاجی صوفی سید
محمد حسین شاہ صاحب ہاشمی ہشتی صابری خاموشی
پیش امام صاحب حمید آبادی قدس سرہ الغریز رحمہ اللہ

کی مطلع انوار محمد حسین ہیں
ہیں حاجی بھی سید بھی صوفی صابری ہشتی
انقباب ہے پیش امام حمید آبادی
کہتے ہیں سرزمینوں سب اہل طریقت
مختر میں میری لاج ہو انکو میں ہوں انکا
سے موت تو آئی ہو تو یہ جان ہو حاضر
الذکر کے اسرار محمد حسین ہیں
پنچتن کی اک گلزار محمد حسین ہیں
خاموش کے دلدار محمد حسین ہیں
عرفان میں سرشار محمد حسین ہیں
ایسے میرے غمخوار محمد حسین ہیں
اور دل کے بس مختار محمد حسین ہیں

تجھ کو امیر صابری کس بات کا غم ہے
ہر دکھ میں مددگار محمد حسین ہیں

رخصت مبارک

از دربار گوہر بار جناب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد
علاء الدین صابر قدس سرہ العزیز

کلیہ شریف

ہوتے ہیں دل و جان سے قربان تمہارے
رخصت کے طلب گار ہیں مہمان تمہارے
تم ہو سخی ابن سخی مخدوم علی احمد
خالی نہ پھر میں در سے یہ مہمان تمہارے
اے شمعِ نریم رسالتِ حق دو عالم
پروانے چڑھیں سینکڑوں پروان تمہارے
محتاجِ کرم کہتے ہیں یہ تیرا کرم ہے
دامن میں لٹے جاتے ہیں فیضانِ تمہارے
ہر فرید الدین اب جلوہ تو دکھلا دو
چوکھٹ پہ کھڑے عاشق بے جان تمہارے
بچکے نہ ہیں نہ نکلس گے تاحشر یا صابر
سینے میں بیٹھے جس جگہ پکیان تمہارے

صابر امیر صابری کو پھر بھی بلانا
دل میں لئے جاتا ہے یہ ارمان تھا لے

چادر شریف

چادر چڑھانے چلیں سبھی ری کسی کے رُوح رواں کی چادر
ادب سے قدسی کھڑے ہیں جس جا یہ ہے اُسی آستان کی چادر
جو مانگو حق سے دلا رہی ہے، جہاں کی بگڑی بنا رہی ہے
تمام عالم پہ چھا رہی ہے، یہ اُن کے فیض رساں کی چادر
مجھی ہے چادر کی دھوم ایسی، تمام دنیا پکار اُٹھی
سجی ہے ایسی بنی ہے ایسی، عرب کے اُس مہرباں کی چادر
بھرا ہے سوز و گداز اس میں، ہے لطف بندہ نواز اس میں
ہے میری دنیا کا راز اس میں، یہ ہے میرے رازواں کی چادر
شراب و حدت چھلک رہی ہے، جو جام خالی ہیں بھر رہی ہے
کہ بن پئے مست کر رہی ہے، یہ میرے پیر معاں کی چادر
بھلا یہ پایہ ہے کس نے پایا، کہ جھوم کر عرشوں نے گایا
خدا کے لطف و کرم کا سایا، ہے صابری آستان کی چادر
سب مست مستی میں جھومتے ہیں، ارد گرد روٹنے کے گھومتے ہیں
لگا کے آنکھوں سے چومتے ہیں، مکین کون مکان کی چادر

مرا دین پاتے ہیں پاتے والے ادب سے سر کو جھکانے والے
 تو بھی منالے منالے فالے، یہ ہے تیرے امتحاں کی چادر
 پکڑ لے دامن محفل جا الیا، تو آرزوؤں کا بھر لے کا سر
 امیر صابرہ پیا کا صدقہ ہے رحمتِ دو جہاں کی چادر

چادر شریف

خدا کے نور میں ڈوبی ہو شاہ دین کی چادر	محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم کی چادر
یہ ہی نورِ مبین کی سورہ یسین کی چادر	ہی چادر میں جلوہ گردہ کمالی کمالی والا ہے
یہ آئی انوار میں محی الدین کی چادر	یہ اور بھی ہو علی شہیر خدا شہیر و شہیر نے
معین الدین قطب الدین فرید الدین کی چادر	ہی چادر کے صدقے سے دو عالم میں اجالا ہے
میرے مخدوم علی احمد علاؤ الدین کی چادر	قسم حق کی چپاؤنگی یہ زامانِ عقیدت میں
یہ ہے فیضِ دو عالم منیعہ زرین کی چادر	جو مانگو دی ملتا ہے جو چاہو دی ہوتا ہے

امیر صابرہ بس تو بھی دامنِ تمام لے اس کا
 مقامِ عشق میں ہے باعثِ تسکین کی چادر

چادر شریف

خدا نے خود عطا کی ہے میرے مخدوم کی چادر

میں صدقہ مصطفیٰؐ کی ہے میرے مخدوم کی چادر
 علی شیر خدا کی ہے میرے مخدوم کی چادر
 شہید کر بلا کی ہے میرے مخدوم کی چادر
 تجلی پختن کی بھی اسی چادر میں پنہاں ہے
 یہ بس آلِ عبا کی ہے میرے مخدوم کی چادر
 عجیب کچھ شان رکھتی ہے جو دیکھی اولیاؤں نے
 کہیں غوثؒ؟ اور اکی ہے میرے مخدوم کی چادر
 معین الدین قطبؒ الدین فرید الدینؒ نے جو اور بھی
 نشانی اُس ردا کی ہے میرے مخدوم کی چادر
 اسی چادر کے دامن میں دو عالم کی حقیقت ہے
 ضیاء نور خدا کی ہے میرے مخدوم کی چادر
 مرادیں پار ہے پس لے آمیر صابری لاکھوں
 عجیب جو دوستی کی ہے میرے مخدوم کی چادر

چادر شریف

دل میں سما رہی ہے صابرِ پیا کی چادر
 نہ دیکھو آ رہی ہے صابرِ پیا کی چادر
 بابا فرید الدین کے لطف و کرم کا صدقہ

دتیا پہ چھا رہی ہے صابرِ پیا کی چادر
 جن ویشر ملائک قدسی بھی لگا رہے ہیں
 جو بن پہ آ رہی ہے صابرِ پیا کی چادر
 قدسی اٹھا کے سر پر کیا رقص کر رہے ہیں
 مستی میں لا رہی ہے صابرِ پیا کی چادر
 مستوں میں شور و غل ہے جامِ شرابِ وحدت
 بھر بھر پلا رہی ہے صابرِ پیا کی چادر
 کونین کے تڑانے لوٹو امیرِ حلیہ
 دیکھو لٹا رہی ہے صابرِ پیا کی چادر

باب کیفیت

دیکھا جو آئینہ کیف کیا کہوں کیا نظر پڑا
جس کی تلاش تھی مجھے سے مجھ میں چھپا نظر پڑا

اب تو میری نگاہ میں شانِ بشر کچھ آدر ہے
کیوں کہ اب اس یار میں محکومِ خدا نظر پڑا

کیف کی کیفیت نہ پوچھ مستوں کی محویت نہ پوچھ
دیکھا جدھر جدھر کو بھی نظریں اٹھا نظر پڑا

میری نمازِ عشق کے سجدوں کی رفتیں نہ پوچھ
سر کو جھکا دیا جہاں کعبہ بنا نظر پڑا

ادھر تو کچھ خبر نہیں اتنی سی پوش ہے مجھے
پردہِ حریمِ تراز کا اٹھتا ہوا نظر پڑا

نقشِ قدم ہے یار کا یا ہے نشانِ بے نشان
کعبہ بھی ان کے پاؤں پر جھکتا ہوا نظر پڑا

نظرِ کرم ہے شیخ کی دیکھا جدھر جدھر کو بھی

محکومِ امیرِ صابری صابرِ پیا نظر پڑا

اس طرح چشمِ تصور باز ہے جلوہ جاتا سراپا ناز ہے
 کہہ رہی ہیں میرے دل کی دھڑکیں آپ ہیں یا آپ کی آواز ہے
 میری ہر تارِ نفس میں موجزن نغمہِ قانوا بلا کا راز ہے
 فخرِ کعبہ پہ اے زاہد تجھے یار کی چوکھٹ پہ مجھ کو ناز ہے
 جس کو دیکھا مست دے خود کر دیا کیا عجب اُن کی نگاہِ ناز ہے
 یہ میرا دل اور کہاں یادِ صنم خوبی قسمت پہ مجھ کو ناز ہے
 مجھ میں رہ کر مجھ سے ہی پردہِ امیر
 اُن کے رہنے کا عجب انداز ہے

نہ ہے بُتِ کردہ کی طلب مجھے نہ حرم کے در کی تلاش ہے
 جہاں ٹٹ گیا ہے سکونِ دل اُسی رہ گزر کی تلاش ہے
 میرے ذوقِ سجدہِ بندگی کو عطا ہوئی ہے یہ بے خودی
 تیرے سنگِ در پہ پہنچے بھی تیرے سنگِ در کی تلاش ہے
 تو حرم میں جس کو ہے ڈھونڈتا مجھے بُتِ کردہ مل گیا
 تجھے کیا ملے ہے زاہدِ یہ نظرِ نظر کی تلاش ہے
 اے طیبِ ہٹ چارے ذرا میں مریضِ عشق ہوں لا دوا
 مجھے جس نے دردِ عطا کیا اُسی چارہ گر کی تلاش ہے
 جو غمِ حیات کو لوٹ لے اُسی رہنمائی کی ہے جستجو
 جو چراغِ منزلِ عشق ہو اُسی رہبر کی تلاش ہے

میری زندگی ہے یہ زندگی تیرے عشق کی نہ بچھے لگی
 تیرے ڈھونڈھنے میں جو گم ہوئی مجھے اس نظر کی تلاش ہے
 یہ ہے وہ مقام کہ جس جگہ یہ امیر صابری کھو گیا
 نہ رہی ہے جلوؤں کی آرزو نہ ہی جلوہ گر کی تلاش ہے

مجھے سکون نہیں اور مجھے قرار نہیں
 بہشت میں پہنچ کر مجھے قرار نہیں
 جبین شوق جھکی جا رہی ہے کیوں اس جا
 لیوں پہ دم جو نظر وقف درجہ دل بیتا
 حرم ناز کے پرے ذرا اٹھا دیجے
 کسی کی مست نگاہوں کا تہا کتنا تو ہے
 بغیر تیرے میرے دل ریا بہا نہیں
 یہ کوئی اور جگہ ہے دیارِ یار نہیں
 اے دل ہمیں تو کہیں آستانِ یار نہیں
 چلے بھی آؤ کہ اب تاب انتظار نہیں
 وہ بے قرار ہوں دم بھر جسے قرار نہیں
 کہ آج بزم میں کوئی بھی ہوشیار نہیں
 امیر صابری پہنچے ہیں ایسی منزل میں
 جہاں ہے یار کا حیلہ خیالِ یار نہیں

جو محروم ہے تیرے لطف و کرم سے وہ بے پر نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 جسے مل گئی تیرے در کی گدائی سکندر نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 ہر اک گام اپنا وہ حیرت فضا ہے جنوں میں اک ایسا مقام آ گیا ہے
 نہ اپنی خبر ہے نہ ان کا پتہ ہے یہ محشر نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 تصور میں تیرے جو کھویا ہوا ہے تیری مستیوں میں جو ڈوبا ہوا ہے

قسم حق کی بندے سے مولا ہوا ہے قلندر نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 محبت عجب کچھ مزا دے رہی ہے محبت پتہ یار کا دے رہی ہے
 محبت خدا سے ملا دے رہی ہے یہ رہبر نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 محبت سے محمور ہے ذرہ ذرہ محبت محبت ہی ہے ذات یکتا
 محبت کے دریا کا ہر اک قطرہ سمندر نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 نیچے دیکھ کر ہم جئے جا رہے ہیں کہ سجدوں پہ سجدے کئے جا رہے ہیں
 فرشتے بھی جا جھکے جا رہے ہیں تیرا در نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 ہے چشم نصیرت سے جس نے بھی دیکھا امیر ترین بے دھڑک بول اٹھا
 یہ دیر و حرم یہ میرے دل کی دنیا تیرا گھر نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

۱

تہارے در پر جو دھوئی رُمائے بیٹھے ہیں
 حرمِ کدہ سے وہ دامن بچائے بیٹھے ہیں
 تہارے کوچے سے مر کبھی ہم نہ نکلیں گے
 ہم آج جان کی بازی لگائے بیٹھے ہیں
 بگڑ کے بیٹھے ہیں ایسے سنور کے اُٹھیں گے
 تیرے فقیر یوں آسن جمائے بیٹھے ہیں
 تڑپ ہے دل میں تیرے گرچہ ریت لانی کی
 وہ دیکھ طور پہ پردہ کھائے بیٹھے ہیں
 دل و جگر بھی اور ہوش و حواس و عقل و خرد

ہم اپنے یار پہ سب کچھ لٹائے بیٹھے ہیں
 ہزاروں گم ہوئے اہل نظر سرِ محفل
 نظر نظر میں وہ ایسے سہائے بیٹھے ہیں
 امیر صابری دامن کو تو بھی پھیلا دے
 زمانے بھر کی وہ یگرٹی بنائے بیٹھے ہیں

جب وہ پردہ رخ روشن سے اٹھا دیتے ہیں
 طور والوں کے بھی وہ ہوش اڑا دیتے ہیں
 کب انہیں ساغر و مینا کی طلب ہوتی ہے
 وہ جنہیں اپنی نگاہوں سے پلا دیتے ہیں
 کچھ ملے پانہ ملے حسن کی خیرات ملے
 تیرے دیوانے تیرے در پہ صدا دیتے ہیں
 اُن کے بیمارِ محبت کا خدا حافظ ہے
 نہ دعا دیتے ہیں وہ اور نہ دوا دیتے ہیں
 جلوۂ یار کے پُر کیفیت نظارے تو بہ
 دیکھنے والوں کو دیوانہ بنا دیتے ہیں
 ان کے ہر تیر نظر کی میں بلائیں لے لوں
 جو کہ مر جانے میں جینے کا مزہ دیتے ہیں
 مانگنا آتا نہیں مانگنے والوں کو امیر
 دینے والے تو طلب سے بھی سوا دیتے ہیں

تیرے کرم نے کیا کہوں کیا کیا بنا دیا
 یہ ہیں جہیں شوق کے سجدے دل کی ریتیں
 دیکھو تصورات کی آئینہ سازیاں
 اُس چشمِ مست ناز نے چلن سو چھانکر
 حیدر میں نے دردِ محبت میں جان دیدی
 منہ سے لگی ہوئی نہیں چھٹی ہو بخدا
 چشمِ زدن میں جس کو جو چاہا بنا دیا
 سر کو جھکا دیا جہاں کعبہ بنا دیا
 بیلے کو قیس قیس کو سیلے بنا دیا
 سارے جہاں کا محکو تماشا بنا دیا
 لوگوں نے میرے درد کا قصہ بنا دیا
 عادی شراب پینے کا ایسا بنا دیا

کی ہے امیرِ صابری قسمت نے یادری
 صابری کے آستانے کا منگتا بنا دیا

جو کھو چکا ہوں میں وہ دل تلاش کرتا ہوں
 جہاں لٹا ہوں وہ منہ دل تلاش کرتا ہوں
 تڑپ تڑپ کے نکلتا ہوں موجِ طوفاں سے
 میں ڈوب ڈوب کے ساحل تلاش کرتا ہوں
 فرماؤ داس ہے ٹوٹے ہوئے ہیں پیما نے
 کہاں ہے ساقی محفلِ تلاش کرتا ہوں
 بس آج ذوقِ شہادت نے کر دیا مجبور
 میں آپ اپنا ہی قاتل تلاش کرتا ہوں
 تصورات کی دنیا میں کھو گیا ہوں یوں
 کہ ذرہ ذرہ میں منہ دل تلاش کرتا ہوں

میں قیسِ عشق ہوں بتگ بھی دشت و صحرا میں
سوارِ ناقہٴ محفل تلاش کرتا ہوں
امیرِ صابری بھٹکا ہوا ہوں منزل سے
میں اپنا مُرشدِ کامل تلاش کرتا ہوں

بے خودِ تباری ہے میری بخودی مجھے
میری نمازِ عشق پہ کہے کوناز ہے
تیرے خیال نے میری بدلتی ہے کائنات
پی پی کے بخودی میں گرا پائے یار پر
میرا دُعا ہے یار پہ مُنا نصیب ہو
تسکینِ قلب ہو گئی صبر و سکون مہلا
کچھ ہے گھٹا تو اپنے مذاقِ طلب پہ ہے
تیرے کرم سے منزلِ مقصود مل گئی
دیکھو امیرِ صابری (صائب) کے فیض سے
حاصل ہوئی ہے کیفِ بھری زندگی مجھے

نظرِ بے بھرے جا رہے ہیں پیمانے
شرابِ کیف کے دریا بہا ئے لاکھوں
لے زارِ تجھے معلوم کیا ہے مستوں کی
تیری نگاہوں کی مستی کو کوئی کیا جانتے
چھلک اُٹھے ہیں جو تیری نظر کے پائے
ہم اے دم ہی سے آباد ہیں خندِ خانے

شمع نہ ہوتی گردِ دشمن تو بزمِ مستی میں
 نہ جانے ٹھوکریں کھاتے کہاں یہ پرانے
 ہماری بادہ پرستی کی لاج رکھ لیجے
 دکھا دو دُشمن سے ساقی جھلکتے پیمانے
 مٹانے والے نے کیا خوب ہی مٹایا ہے
 کہ ذرہ ذرہ سے سُن لیجے میرے افسانے
 میرے لئے تو ہیں جنت سے لاکھ بڑھ چڑھ کر
 امیرِ صابری کلیر کے جو ہیں ویرانے

ساقی نظرِ نظر سے شرابِ نظر پلا
 کوثرِ اثر پلا یا قیامتِ اثر پلا
 دے پیرِ میکہ ہو تیرے میکہ کی خبر
 اک جامِ مستی اٹھے کوثرِ اثر پلا
 میں مانگتا نہیں مجھے بصرِ مجھ کے جامِ د
 تلچھڑے پلا دے یا مجھے اک چلو بصرِ پلا
 تو بے شکن گشتا نہیں کیا چپائی میں مجھ کو کہ
 اب ہر قسم کو توڑ کر کہ اندرِ مجھ کو کہ پلا
 تڑپنا ہی سے کیا کہوں ساقی دنا واز
 دم توڑنے لگا ہے نہ اب دیر کہ پلا
 ساقی پلا دے آج مجھے اُس مقام کی
 دیکھوں جا بھر کو تو ہی تو ہو جلوہ گر پلا
 درپہ امیرِ صابری مدت سے ہے پڑا
 صابریں آج صدقہ گنجِ شکہ پلا

رخ سے قرب نہ اٹھائے جا بھر گئے
 لاکھوں کے دل گئے تو ہزاروں کے سر گئے
 مست ہونے لگے ہیں اٹھائے جا بھر گئے
 بل نظر تو صورتِ دیوار کہ گئے
 ساقی تمہارے یادِ بے نیکیں کی خیمہ ہو
 ہم تو تمام ہوش و خرد سے گزر گئے
 کس کس داؤداز سے پٹا نقابِ حسن
 ہر بار اسے یاد پلا لاکھوں ہی مر گئے

وہ رہ گئے جو عشق میں کچھ سوچنے لگے
وہ تر گئے جو بحرِ محبت میں تر گئے
حاصل ہوا ہے آج انہیں کیفِ زندہ گی
جن کی طرف ہیں یہ نہ کے تیر نظر گئے
وہ سہرا میر صابری اٹھیں نہ عشر تک
جو کہ نماز عشق کے سجدوں میں سر گئے

دل دیدیا ہے دید کا وعدہ لئے بغیر
بنتی نہیں ہے بات بہاں جو لئے بغیر
سستی بھری نگاہوں سے مستی بکھیر دے
ساقی نہ آج جاؤں گے میکاش پٹے بغیر
ان کی گلی میں جوشِ جنوں کا یہ حال ہے
نکلنا نہ کوئی چاکر یہاں کئے بغیر
زیادہ تجھے ہو خلد مبارک مگر ہمیں!
تکسین نہیں ہے جدو جہاں کئے بغیر
ہو گی امیر صابری کیسے نماز عشق!
نقشِ قلم یہ یاد کے سجدہ کئے بغیر

خدا را فرما رخ سے پردہ اٹھا دے قیامت کے سماں
ہم اس پردہ داری پہ قرباں جاؤں تو پردے میں ہے ہم رٹے جا رہے ہیں
اے دل تو مقامِ خودی سے گذر جا غمی سے گذر جا خوشی سے گذر جا
یہ منزل وہ ہے جس میں ہر اک قدم پر شب و روز لاکھوں لئے جا رہے ہیں
ہے ہر ذرہ میں کچھ ہی بر شانِ تیری ہوئی ہے محبت میں پہچان تیری
یہ تیری نگاہِ کرم کا کرم ہے حجابوں کے پردے اٹھے جا رہے ہیں!
وہ خورشیدِ محبت عیاں ہو رہا ہے میرے راز کا راز داں ہو رہا ہے

اگر مجھ کو غم ہے تو اتنا ہی غم ہے چراغِ جلائی مجھے جا رہے ہیں
 تیرے آستانے کی وہ شان دیکھی چھپی جس میں دولتِ عرفان دیکھی
 ہماری حقیقتِ حقیقت ہی کیا ہے ملکِ تیرے در پر جھکے جا رہے ہیں
 پلائی ہے ایسی دھاندلے رہا ہوں جو کہنہ نہ تھا آج وہ کہہ رہا ہوں :
 امیرِ حرمیں ایسی مستی کے عمدے قصور میں نقشے کچھ جا رہے ہیں

جسے تیرے جلوؤں کی آرزو بس اُسے قصا کی تلاش ہے۔
 تو کسی ادا میں ہو جلوہ گد تیری ہر ادا کی تلاش ہے۔
 ہو حرم گدہ یا ہو تنگدہ ہو صنم گدہ ہو یا مسکدہ !
 جو دلیل منزلِ عشق ہو اُسی ارنہا کی تلاش ہے
 یہ کسی نگاہ سے کہم کیا مجھے اس مراں کا پتہ دیا
 نہ خطا کا مجھے کوہ ہے غم رہا نہ رہی عین کی تلاش ہے
 نہ بیانِ خلدِ بدیں سنا تجھے کہہ رہا ہوں میں نہ ادا
 جہاں حسنِ یار ہے جلوہ گر تجھے اُسے فضا کی تلاش ہے
 میں وہ ہوں مریضِ خدا گواہ جسے جان بختے تیری نگاہ
 نہ کسی دعا کی طلب مجھے نہ کسی دوا کی تلاش ہے
 تیرا حسنِ جلوہ طوہ ہے میرا عشق کیف و سرور ہے
 تجھے ابتلا کی خبر نہیں مجھے ارنہا کی تلاش ہے
 میں امیرِ صابری کیا ہوں میری کائنات میرا جنوں !

نہ جزا سزا کی خبر مجھے نہ فنا، نعت کی تلاش ہے

یہ جنت باد و کشتی ہے واعلم نہ کہ تو کچھ اجنت رب پی نے
 جھوٹا کیا اُجھنا کیا سحاب کیا ہے بے سحاب پی نے
 جو پینے والے ہیں پی رہے ہیں اسی کو پی پی کے جی ہے ہیں
 پلانے والا پلا رہا ہے حساب کیا ہے حساب پی نے
 گھٹ میں اُٹھتی ہیں مجبور کد اب ہوئے ہیں تو بکے کوٹے مکھٹے
 میں نالوں تیری نماز پر ہمدان تو مان میری شہ اب پی نے
 یہ وہ جو پی ہے بلال حبشی یہ وہ جو پی ہے اولیٰ قرنی!
 غرب کا ڈونڈ بنا ہے ساقی جھوٹا دے ہر کوشتا رب پی نے
 نہ یاد کا کچھ پتہ کیا ہے تلاش حجت میں مر مٹا ہے
 خواب کر لی ہے دنیا تو نے نہ دین کو کہ خراب پی نے
 شراب شیشہ میں ٹوٹھل رہی ہے ادا مے مستی مچل رہی ہے
 اُٹھ لے جامہ شراب کو تر اسی میں بنے سب خواب پی نے
 امیر صابہ پیا کا صدقہ ہے اس کی نفیر میں یہ دیکھنا
 قسم خدا کی خدا گواہ ہے خدا نے پی یہ سنت اب پی نے

نہ بہائے مجھ کو بیان حجت یہ ہیں کسی غیر گھر کی باتیں
 وہ رنٹن بزم وہ جہاں ہے میں چاہوں جس عندہ گہ کی باتیں

تجلیاں حسنِ یار کی تو سب کو ر سے کون در مکان ملک ہائیں !
 جہاں پہ چاہو وہاں پہ دیکھو فقط یہ اپنی نظر کی باتیں !
 نظر نظر سے ملائی ایسی نظر نے کی رہنمائی ایسی
 نظر نظر کو بتا رہی ہے نظر ہی جانے نظر کی باتیں !
 میں کیا کہوں کہ ہے کیا کیا دیکھنا طوائف کو تا ہے آئے کعبہ
 جہاں چمکے ہوں جہیں جہاں پہ نہ پوچھو اس سنگِ در کی باتیں
 کہیں منہ میں بکا رہی ہیں کہیں وہ سر کو کٹا رہی ہیں !
 کسی کو در در پھرا رہی ہیں کسی کے تیر نظر کی باتیں !
 کسی کو دیوانہ کر رہی ہیں کسی کو متانہ کر رہی ہیں !
 وہ خود سے بیگانہ کر رہی ہیں کسی کے جادو اثر کی باتیں
 یہی عبادت ہی ریاضت قسمِ خدا کی یہی ہے جنت
 اسیرت رہوں میں صابرِ پیا کے کیرنگہ کی باتیں !!

وہ بلبین پہ آئے ہیں الحمد للہ کہوں کس احاسے چلتے چلتے
 میری جان میں جان من جان آئی میرا رکب یہ دم نکلتے نکلتے
 نگاہِ کرم نے کرم وہ کیا ہے جو مانگا طلبکار کو دیا ہے
 کہ لکھوں کی انگریزی بتاتے چلے وہ جدِ حشر کو بھی ڈانٹ کر چلتے
 نگاہوں میں ایسا نظارہ ہے نہ اسبغِ بزم کا مجھ میں یار رہا ہے
 یہ جو شِ سہوینِ محبت تو دیکھو پچھتے دل کے جیسے ابستہ بستہ

کبھی کی نگاہ کا کہ شہ نہ تو دیکھو محبت یہ طرفہ تھا شہ نہ دیکھو !
 جلیں گے گم میں گے جہاں کو سنو تیرے عشق کی آگ میں جلتے جلتے !
 سنو نہ سنو یہ ہے مرضی تمہاری مگر ہے یہ فدا دلی بیقرار نہ ہی
 دل غم زدہ کو خدا را سنبھالو سنبھال جائے گا یہ سنبھالتے سنبھالتے
 ایتھر عزیمتیں دل کے ارماں نہ نکال نہ نکال کوئی محبت دلی ہمارے
 وہ آئے جی تو چلے دے رستے تھے پائے پائے چاند کے بھلتے دھلتے

تیرا ستارہ ناز ہو یہ میری جبین نسیانہ ہو
 تیرا درد ہو میری یاد ہو تیرا دکھ ہو تیرا فکھ ہو
 تیری دیکھ ہو میری عجب ہو تیرا نہ ہو میرا کام ہو
 تو لگا دے ایسی لگی رہے تو پلا دے ایسی چھوٹی ہو
 مگر اجوب ہے پیش نظر ہو میری سہتی محو غم ہو
 تو ہونا نہ میں میں ننانہ میں میری اس طرح سے غم ہو
 میں نہ نہ مند ہوں نہ اتنی مسرتی بندہ تو نہ ہو
 تیرا درد درد دلطف ہو میرے دل میں ایسا گد نہ ہو
 یہ ایتھر صبری و مہم تجھے کہہ رہا ہے تیرے مستم
 مجھ اپنے عشق میں توں شامیری خاک کا گد نہ ہو

ہم ہیں مشہور زمانے میں دغاؤں کیلئے
 خوب دلی کے کھول کے ارماں نکال دلی کے
 اپنا تو عشق کفن پوشش رہا کرتا ہے
 دینے والا مجھ بن مانگے دے جاتا ہے
 مسجد و دیر و درگاہ کعبہ کلینا چھوڑ دے
 ہر نے ہر طرح سے قورق تیری جفاؤں کیلئے
 جو جگر تان کے پیچھے ہیں جفاؤں کیلئے
 آپ کا حسن ہے مقبول اداؤں کیلئے
 تجھ کو محتاج نہ رکھا ہے دعاؤں کیلئے
 کو چھپا کر کی چھپ کیف فضاؤں کیلئے

چارہ کہ تجھ کو سبے شخصیں مرض کا سودا
ہم تو محتاج نہیں تیری دواؤں کیے
نفس ہے تو یہ ہی اک ناز ہے ان پر اے امیر
ہم خطاؤں کیے وہ ہیں عطاؤں کیے

سبب تصور میں کسی کو ملنے لانا ہوں میں
وہ حقیقت راہِ اندازِ منزل سے قسود ہوں
جھکے آئی ہے اس منزل پہ اب میری وفا
ناوکسانہ نظر ان کا ہے اتنا دانش نہیں
اک ہر تیرے میں ہے ہر اکہف و سرور
لوٹا ہوں جسے تو ان کی میتہ ہڈی میں رکھے
ان کھجوروں کی فراوانی میں کھوتا ہوں میں
دیکھنے کو ہر قدم پر چھوکیں کھاتا ہوں میں
اک اندازِ کرم پر بھی ٹپ جاتا ہوں میں
تیرے جو جاتا ہے خلی خود اٹھاتا ہوں میں
نہ خم دل میں کیا کہوں کیا کی مزا پاتا ہوں میں
کیا امید لیکے ان کی بزم سے میں جاتا ہوں میں

سبب میرے جی رہتے ہیں تیری مرض پہ
سبب کہتی افسانہ الفت کو دھڑکتا ہوں میں

داغِ تیرے لئے تیرا ایماں ہے زندگی
میرے لئے تو جوتہ جاناں ہے زندگی
اک جنبش نگاہ کی ہماں ہے زندگی
ساتی تیری نگاہ میں پنہاں ہے زندگی
ہنس کر کے دیکھنا تیرا چلن سے جھانک
دلی سی بات پر میری نازاں ہے زندگی

اے جانِ نو بہار سکونِ دل و جگر
 گر تو نہیں تو بے سروساں ہے زندگی
 بن مٹن کے کس طرح سے دھنکے میں سر ساج براکہ اولے دوست پہ قریاں ہے زندگی
 اے یادِ یار کیوں نہ مجھِ دل میں تھپکوں
 تیرے بغیر بس میری ویراں ہے زندگی
 ہو جائے اے امیہ جو اپنے نصیب میں
 مستی بھری نگاہ کا پیگاں ہے زندگی

جواباتِ دل میں تھی آنکھوں نے کہہ سنی ہے
 جھٹکتے پھرتے تھے وہ دم کی گلیوں میں
 کہم سے دامنِ امید آج کچھ دیکھو
 تمہاری آنکھوں کی مستی بہار کی صورت
 ہے آج کس نے اٹھیا یا نقابِ پھرے سے
 کہیں کی چوٹ کہاں جا کے رنگ لائی ہے
 تمہارے پائے سے منہ لے لی کی راہ پائی ہے
 درِ حضور پہ مدت سے لاگھائی ہے
 تمام بادہ پرستوں پہ آج چھپائی ہے
 جدھر بھی دیکھیں اُنہ خورشانِ کبریاں ہے

امیرِ صابری نکلے نہ آفتابِ نہاں
 جہاں پہ جلوہٴ محبوب کی خدائی ہے

میری سرکار آیا ہوں یہاں بے خانماں ہو کر
 کہاں جاؤں تمہارے در کی خاکِ آستان ہو کر
 میری بچڑی ہوئی دنیا ابھی آباد ہو جائے

میرے دل میں رہو کہ جو میری جان جاں ہو کہ
 وہیں آنکھیں ہیں جو دیکھیں تمہیں کو جس طرف دیکھیں
 وہی سر پہ ہے جو خاک سنگ آستان ہو کہ
 تجھے ان مست آنکھوں کی قسم اب بخشہ مستی
 سما جاوے دل کے شیشے میں شرابِ ابروؤں ہو کہ
 ہم ایسے عشق کے قرباں کہ جس نے یہ جنوں بخشا
 میرے جیب و گدے میں کہہ رہے ہیں بھیجاں ہو کہ
 عداوتِ نقشِ پاؤں یاد کرتے ہیں سر منزل
 میرے سب حسرت و ارمٰں غبارِ کار و پاں ہو کہ
 امیرِ صابری کو نہ دیکھوں نہ ہو مقتدر پہ
 کسی کی یاد ہے دل میں حیاتِ جاویداں ہو کہ

آنکھوں میں مل رہا ہوں غبارِ سحر کو میں
 چشمِ زدن میں جو میری دنیا بدل گئی
 ایسا لگتا ہے یا یہ میں گم ہو گیا ہوں میں
 چو کھڑے رہتی تیری کہیں نہ مجھ کا دل سر نیاز
 جس نے مجھ کو دردِ محبت عطا کیا
 مانا بہت کشتن ہیں محبت کی منزلیں
 آنکھوں سے مجھ پر ہا ہوں تیری رہ گزر کو میں
 مجھ کو نہیں ہوں اس تیری پہلی نظر کو میں
 آؤنگا اب نظر کسی اہل نظر کو میں
 کعبہ مجھ پر ہا ہوں تیرے سنگِ در کو میں
 مدت سے مجھ پر مٹتا ہوں اسی چارہ میں
 کہ نہ نکالوں کے لطف سے اس سفر کو میں
 جو ہے امیرِ صابری دیکھی ہے اُن کی شان

✓ اب اور کچھ سمجھا ہوں شانِ بیشتر کو میں

آرزو ہے اس آستانے کی
میں بُرا ہوں بھلا ہوں جیسا ہوں
آنکھیں روتی ہیں دل سسکتا ہے
عاشقوں کو تمہارے کوچے میں
راز افشاں نہ ہو محبت میں
رخ سے پردہ ذرا اٹھا دیجیے
ساتیا ہے یہ ہی بہارِ کیف
تجھ پہ برٹ کر امیرِ عبادی تھے
ہمت پالی ہے جو کتنی پانے کی

ہمتِ عشق کو ہم سر پہ لئے جاتے ہیں
اُن کو حاجت نہ رہی شیشہ پیمانے کی
زاہدا تجھ کو تو ہے دوزخِ وحشت کی خبر
ہم وہ ہیں رزمہ کہ تو بہ کو تیری اے واعظ
مرے ہیں جو تیرے عشق میں آج بجاں
جو تیری مرستہ اندازوں نے کئے ہیں زخمی
تیرے دیوانے عجب کام کئے جاتے ہیں
جو تیری مرستہ نکالوں گے پئے جاتے ہیں
پینے واسطے تیری مسجد میں پئے جاتے ہیں
توڑ کر تجھ کو پا کر کئے پئے جاتے ہیں
یہ وہ مرنا ہے کہ مر مر کے جئے جاتے ہیں
جاں دے جئے جاتے ہیں ایمان دے جئے ہیں
شہرِ خاموشیاں کو خالی نہیں جاتے ہیں ابھر

یاد پہلو میں کسی صفت کی لئے مچاتے ہیں

جو ایل دل میں وہ ہر دل کو اپنا دل سمجھتے ہیں
تیری نظر کرم نے میلشوں کی آبرو رکھ لی
یہ وہ بحرِ محبت ہے یہاں پر ڈوبنے والے
ابھی نکلاک مجھوں کے بوندے ہیں انہیں دیکھو
جو بندے عشق کے ہیں عشق کی دنیا میں گم ہو کہ
جہیں شوق کے سجدوں کی مستی یہ کیا راضی
مقام عشق میں ہر گام کو منزل سمجھتے ہیں
جہاں پہ ہوس کہ پیٹھے تیری محض سمجھتے ہیں
جو طوفان میں اسٹھیں وہ جہاں نہیں سہل سمجھتے ہیں
گجے جو انھیں محراب سے وہ محل سمجھتے ہیں
ہزاروں مشکوں کو کچھ نہیں شکر سمجھتے ہیں
کسی کے نقش پا کو ہم مکمل سمجھتے ہیں

امیرِ مہربا سنے کیا ہے خود سے بیگانہ
خیالِ یاد کو ہم مرشدِ کامل سمجھتے ہیں

جنہیں شرابِ محبت کا جام ملتا ہے
جو طور پر نہ ملا ہے نقابِ موسیقی کو
تیری نگاہوں کی مستی سفید کتنی آ سے
تیری نازِ زہرِ واعظ مجھے تعجب ہے
پیدا نہ کوئی بھی محروم تیری چوکھٹ سے
تلاشِ یاد میں کھوے تو اپنی ہستی کو
انہیں کو منزلِ دل کا مقام ملتا ہے
وہ بے حجاب کج صبح و شام ملتا ہے
جو میکرے میں کوئی تشنہ کام ملتا ہے
نمائندہ عشق میں کس کو قسبِ ام ملتا ہے
تیرے کرم سے تیرا فیض نام ملتا ہے
نشانِ یاد سے اپنا مقام ملتا ہے

امیرِ مہربا تو آشنائے فطرت ہے
تیری زباں سے کسی کا پیغام ملتا ہے

پلاوے سا قیادہ جامِ ابروؤں مجھ کو
 نفسِ نفس پہ ہے اک بحرِ بے کراں مجھ کو
 تیرے خیال میں منزل سے دور جانا
 جہاں گزرنا فرشتوں کا غیر ممکن ہے
 کسی کی مدد نہ لگا ہوں کا یہ تصرف ہے
 فریبِ حسنِ رخ یاد نہ ہے لوٹ لیا
 نظر نہ آئے کہیں بھی میرا نشان مجھ کو
 قدمِ قدم پہ ہے اک تازہ امتحان مجھ کو
 تلاش کرتا ہے خود میرا روناں مجھ کو
 تیری نگاہ نے پہنچا دیا دہان مجھ کو
 دکھائی دیتی ہے وہ حدِ لاسکال مجھ کو
 بنا کے اپنی محبت کا راز داناں مجھ کو
 ایسے صابری کیوں جا طوفِ کعبہ کو
 حرمِ کدہ ہے کسی بت کا آستان مجھ کو

ساقیہ ہے آج بیخانے میں مستانوں کی عید
 آج بھر بھر کر پلاوے جتنی بھی ہم پی سکیں
 بے حجابانہ، محفل میں چلے آئے ہیں آج
 یہ کسی کی مست آنکھوں کا تصرف دیکھتے
 کہہ رہے ہیں ساکنانِ سجد چل کہ دیکھو
 کہ رہے طوائفِ بیخانہ یوں سیکشِ مجھ کو
 شمعِ رو ہے آج بس ان تیرے دیوانوں کی عید
 رنگِ پر آؤ ہوئی ہے آج دیوانوں کی عید
 بعد مدت کے موٹی ہے پیر ارمانوں کی عید
 ہے جنونِ عشق میں اپنے گمراہوں کی عید
 تیس کے دم سے ہوا کتنی تھی دیوانوں کی عید
 آج ہے تو یہ شکنِ سر پہ دیوانوں کی عید
 سیکہ، کیرے اٹھیں ہیں گھٹائیں جو دم کہ
 ہے ایسے صابری صابری کے دیوانوں کی عید

اب تصور میں آ گیا کوئی میری دنیا لبا گیا کوئی

آج محفل میں بے حجابانہ
نامہ محشر کا سنتے آتے تھے
آج مستی بھری نگاہوں سے
وہ ملے ہیں تو مل گیا ہے خدا
جلوہِ قدس پر یزید بن کمر
ساری دنیا پہ چھپا گیا کوئی

اے امیر آج آنکھوں آنکھوں میں
سے کوثر ملا گیا کوئی

ایسا سانس تو کسا قیادیدے
صدقہ مینانے کا بھی ہی کچا
ہر قدم پر جہیں ہو سب سے ہیں
ایک انگور سی مٹے کا پیمانہ
پڑکے بچوں جدھر تھے دیکھو
رات دن جن کا درد رہتا ہے
یا الہی امیر کی ہے دعا.....
اُن کے درد پر ایسے قضا دیدے

عشق میں بیکراہ پھرتے ہیں
سر کو بیکہ ہفتیلی پہ لاکھوں
یعنی دیوانہ وار پھرتے ہیں
تپ کے جاں نثار پھرتے ہیں

تیرے کوچے میں تیری گلیوں میں
جان دے دیں گے اپنے وعدے پر
ان کو محبت میں دیکھ کہ کیوں کہا
نہجہ کو کچھ بھی خبر نہیں زادہ
مانگتے تا حداد پھرتے ہیں
کیا کہہ رہا وہ خوار پھرتے ہیں
وہ میرے زادہ وار پھرتے ہیں
وہ تیرے ہمکنار پھرتے ہیں
دید و کعبہ میں تبتکہ میں امیر
بہر ویداد یار پھرتے ہیں

تصویر تصویر میں انکی جہالت جاتی ہے
لے ساتی دست و ثوب ملا جتنی بھی پلائی جاتی ہے
مترود ہے تمہیں آبادہ کشو بدھ کے پوادر خوت
میں خاتمہ فطرت کے کشش کشش میں تو یہ
اس عشق کے کوچے میں شکر بنایا ہے شکر وادوں نے
عشاقوں میں رہو و عموں میں آتا ہے ہم محفل کوئی
اس پر وہ نشیں کو دیکھنے کی پھر تاب نہ لائی جاتی ہے
کعبہ سے اٹھی یہ کیف گھٹا بچانے پر بھائی جاتی ہے
جبریل آمین کے ہاتھوں کو ترسے شگائی جاتی ہے
جس محبت گزرتے جاتے ہیں ایک عینائی جاتی ہے
بیداروں کی شل پروانے نسبت ہی اٹھائی جاتی ہے
میدار کی دولت چل ٹوٹا جی عام لٹائی جاتی ہے

ذمہ داری ہے، امیر صابری کا واقعہ سیران کبیرہ
بکری ہونی قسمت سابر کے کوچے میں بنائی جاتی ہے

پینے میں ملے جس دم یہ کیاں محبت اسکے
نہد ہوں محبت کا نہ پوچھو محبت کی
اشد شرم رہے اشد پارسے کہ دے
زندہ ہوئے جاتے ہیں انسان محبت کے
گھٹتے ہیں پیر دل میں طوفان محبت کے
کچھ ایسے نرالے ہیں سامان محبت کے

سرد کھسکے تھیلی پر آت پائی سیر محفل
جہاں کس تو نکل کر کے اب لب پہ آپ بھی ہے
جن مسئلوں نے دیکھے ہیں میدانِ محبت کے
لے کاش نہ نکلے ہیں ارماںِ محبت کے
لاکھوں میں میرے سر پر احسانِ محبت کے
جو کچھ ا میرے دیکھ دیکھا ہے محبت میں
دل صدقہ محبت کے قربانِ محبت کے

جب ان کچے استاں پہ نہ محشر بسا ہوا
دیکھا ہے میں عشق کی منزل میں جا بسا
پیر میں شوق وہ مسجد ہی کیا ہوا
نقشِ تہ پر یہ یار کے کعبہ جھکا ہوا
سجدے میں سر کو اٹھایا تو کیا ہوا
شاہِ آذربائیجان سے ان کا ٹھکانا ہوا
صد شکر ہے کہ وعدہ فرما دیا ہوا
بازو ہر جس کا بے نفوس سے جھکا ہوا
مر کر بھی ہم نہ نکلیں گے کو چہ عشق سے
ہم نے امیرِ صابری ہے سر دیا ہوا

ان کو چے میں یہ پہچان ہے دیوانوں کی
کھلے اسے درِ منجانہ ذرا پیرِ مفاں
دیکھی جاتی نہیں حالتِ تیرے دیوانوں کی
ہوئی آباد ہے دنیا میرے دیوانوں کی
آزاد اتنی ہے شمع تیرے پہ دیوانوں کی
بے نقاب آج وہ محفل میں چلے آئے ہیں

مسجد و دیوارِ حرم کعبہ کھسیا و اعظم ! یہ بھی نشا نہیں ہیں میری یاد کے مینو نور کی
 دونوں عالم کی حقیقت ہے حقیقت اُن کی کون منسری کہ سمجھ لے تیرے ستاروں کی
 دل بھی حاضر ہے جگر جان بھی حاضر ہے امیر
 آج دعوت ہے میرے یار کے پیکاروں کی

تہا پہ آستان کی جلدہ آوازیں نہیں جاتی جہیں شوق سے میری جہیں سالی نہیں جاتی
 اسنہ کڑی ہے ہیں مستیاں طیبہ کی جانب سے او اعظم سیکشوں اب قسم کھائی نہیں جاتی
 ہزاروں خود بردہ کھوں حسین آٹے گئے ابتک میرے محبوب یکتا کی وہ یکتا نہیں جاتی
 مکی میں پھر لگا دی ہے لگانے والے نے ایسی یہ ایسی آگ ہے جو آپ بستر کالی نہیں جاتی
 بھلا عشق و محبت کی حقیقت لڑکی کیا جانے طبیعت گر کچھ جائے تو سلجھا ئی نہیں جاتی
 نچر ملتے ہی محفل میں میری کھول گئی دنیا تعجب ہے وہاں بھی میری تنہائی نہیں جاتی
 امیر صابری اس عشق میں محبکہ محبت کی
 سمجھ کچھ ایسی آئی ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

جو اُن کے در پہ سجدے ہو رہے ہیں ملاقاتوں کے وعدے ہو رہے ہیں
 نہ ربِ ارنی ہے نہ لن تدرانی محبت کے تقاضے ہو رہے ہیں
 میں تجھ میں ادر تو مجھ میں سما یا نہ جانے کیسے پر رہے ہو رہے ہیں
 وہ کب لائیں نظر میں تاج شاہی جو تیرے درد کے منگے ہو رہے ہیں
 میرے محفل وہ دیکھو کون آیا جو بے پردہ یوں جلوئے ہو رہے ہیں

تمہارے حسن کی شہرت چچی ہے ہماری بھی تو چرچے ہو رہے ہیں
 دیکھا تو سب نے لیٹھا سنے خریدنا محبت کے یہ سودے ہو رہے ہیں
 چہرہ جس کے وارہ پیر ویداریدے یہ عشاقوں کے دعوے ہو رہے ہیں
 امیر صابری تجھ پہ سٹے ہو
 تیرے بندوں کے بندے ہو رہے ہیں

جہاں پر عشق ہے وہاں عقل کو جانا نہیں آتا یہ وہ جا ہے جہاں کوٹ کر آنا نہیں آتا
 اسے اس رحمت باری کا بہانا نہیں آتا جسے کہ نفیہ تو حید کا گانا نا نہیں آتا
 مقام منزل مقصود کوئی پانہس کتا کہ جس کو اپنی ہستی سے گزرنا نہیں آتا
 یہ وہ کوچہ ہے جس میں عقل وادار گئے لاکھوں سمجھنا نہیں آتا
 وہ کیا جانے نہاد عشق کیا ہے کس طرح ہوگی سمجھنا نہیں آتا
 چہرہ صابری گادہ کیسے بادۂ عرفان نے پیمانے تیرے نقش قدم چسکو چسک جانا نہیں آتا
 امیر صابری اس کا سفر نا غیر ممکن ہے جسے اک جہم پی کر ہوش میں آنا نہیں آتا
 جسے راہ محبت میں بگڑ جانا نہیں آتا

جس میں جب نگاہوں سے نگاہیں نگاہیں بن گئیں خود جلوہ گاہیں
 تیری آنکھوں کی مستی کا تصرف نظر آتی ہیں میخانے کی راہیں
 بنا دیتی ہیں جو بندے سے سوا تیرے ہر قدم پر وہ ہیں تیری نگاہیں
 میری آنکھوں کی جو کہ پتلیاں ہیں تیرے جلوہ گاہیں کی ہیں وہ جلوہ گاہیں

جبین شوق بس چاہ پر جھکی ہے تڑپتی ہیں وہ اب تک سجدہ گاہیں
 ہیں اس شانِ تغافل پہ بھی قرباں میں چاہوں ان کو وہ مہکاوہ چاہیں
 اسی جمید پر ہیں جی رہا ہوں کبھی تو وہ مٹنے لگے میری آہیں
 کسی کے حسن کی دلکش ادائیں بنی ہیں عاشقوں کی سجدہ گاہیں
 امیرِ صابری جو ہے گتیں دل
 نگاہوں میں وہ پھرتی ہیں نگاہیں

آج ساقی کی نگاہ میں مستیوں کا جوش ہے
 ساری محفل میں جسے دیکھا وہی بے ہوش ہے
 نجد سے آٹھ کہ بگولے جانبِ محفل گئے
 بعدِ مرنے کے کسی کی خاک میں یہ جوش ہے
 منہصر کیا شمس و سمرند پہ ہے اور منصور پہ
 عشق کے میدان میں جو ہے کفن بدوش ہے
 مستیاں منہصر نہ ہیں میخانے کی دیوار پہ
 رنگ میں ڈوبنا ہوا ہر اک بادِ فوش ہے
 کیا کہوں کن مستیوں سے مست کہ بڑا ہے مجھے
 کہنے کو کہہ دوں نگہ اکین نے یہ وہ پوش ہے
 اے امیرِ صابری آنکھوں میں آنکھیں جو انکے
 اس کے میں قربان جس نے کہ دیا مددِ پوش ہے

عشق کی تفسیر ہیں یا رو میری خاموشیاں
 راز افشاں کہ نہ دیں میرا میری بے ہوشیاں
 نہ اہل نہ چھیڑ چھو کہ میں خواب عشق ہوں
 رنگ لائیں گی کسی دن میری بادہ نوشیاں
 مدقوں سے دل میں ہے اب سامنے آ جا فورا
 حشر بد پا کہ سہی ہیں تیری پردہ پوشیاں
 کیا کہوں کیا ناز کیا انداز دکھلا بیٹن مجھے
 تیرے صد قے میری ہستی میں تیری رو پوشیاں
 ایک ساغر کے عوض میں سر کو نذرانہ کہیں
 میکشوں کی مئے پرستی میں یہاں مئے نوشیاں
 میرے ارمان شہادت کی تمہیں کہ لا ج ہے
 عشق کے کو چے میں دیکھی ہیں کفن بردوشیاں
 اے امیر صابری خاموش ہو خاموش ہو
 دار پہ چڑھو نہ دیں تجھ کو تیری پردہ پوشیاں

ساقی کے آستان پہ آج رکھ کے سر نیاز دیکھ
 آنکھوں پر آنکھیں ڈال کہ جلوہ بے نیاز دیکھ
 دھوئی عشق ہے اگر گٹ جا تلاش یا نہ میں
 چشم حقیقت آشتا کٹتے ہیں جو ہے راز دیکھ

صدقہ نگاہ ناز کا بھیک ہمیں بھی ہو عطا
 کیجے کرم کرم نواز دست طلب و رازدیکھ
 درپہ تیرے لگا ہوا مستوں کا آج جھٹکٹا
 ساتی بے نیاز دیکھ ساتی دلتواز دیکھ
 کون ہے آج پی رہا اور پلا رہا ہے کون
 عالم بے خودی ہے یوں کس کو ہے امتیاز دیکھ
 پرے تصورات کے اٹھتے ہی ان کی بزم میں
 ہوش و حواس و جان و دل کہ دئے وقف ناز دیکھ
 میری ابھیر صابری صدقے ہوئی ہے کائنات
 آج حبیم ناز میں صابر پیاس کے ناز دیکھ

سپینا تو یہ ہے آنکھوں سے آنکھیں ملا کے پی
 آنکھوں میں اپنے شیخ کا نقشہ جما کے پی
 سنتے ہیں رند ہوتے تکلف سے بے نیاز
 ساز کو توڑ منہ سے صراحی لگا کے پی
 تو بہن بادہ نوشی ہے جو چھپ کے ٹو پے
 قانون سیکشی کے مخالف نہ جا کے پی
 کیا رنگ لا بیگی یہ تیری شان سیکشی
 اپنی نظر کسی کی نظر سے ملا کے پی

دیکھو گا ذرے ذرے میں تو جلوہ گہ اُسے
 ایسی تصورات کی دنیا بسا کے پی
 سجدے سجدہ چھوڑ دے ساقی کا نام لے
 تہذیب پارسی کے جھگڑے مٹا کے پی
 ساقی بے نیاز کے صفے سے اے امیر
 جام شراب ملتا ہے سر کو جھجکا کے پی

کہیں عشق کے دعویدار بنے حبیب ضبط کا یارا ہو نہ سکا
 اس روتے منور کا ہم سے اک لمحہ نظر اہو نہ سکا
 سب ہوش و حواس و عقل و خرد کھو بیٹھے ہیں تیرے کچے میں
 جس دل پہ ہمیں تھانا نہ بہت وہ دل بھی سہارا ہو نہ سکا
 یہ نظر عنایت لطف و کرم سرکار نے قدموں میں رکھا
 دنیا نے نظر انداز کیا آقا سے گوارا ہو نہ سکا
 طوفان کے تپہ پیر سے کھا کھا کہ کشتی عشق بھنور میں ڈوب چلی
 اک یاد تیری نے کام کیا اندر کوئی سہارا ہو نہ سکا
 کوہ طور بھی جل کہ خاک ہوا چمکی جو ضیائے حسن نبی
 موسیٰ سے تھا آج تک ارنی کا دوبارہ ہو نہ سکا
 تہجد کو ہو مبارک اے واعظ کعبہ کی زیارت لا کھو دفعہ
 جس بت کی بدولت کفر ملا اُس بت سے کنار ہو نہ سکا

آخر کو امیر صاحبہ سی نے ٹھنی یہ تیرے ملنے کے لئے
مرنے کے بسوا چو کھٹ پہ تیری اور کوئی بھی چار ہونہ نہ

عشق میں عشق کے بندوں کو پر لیاں دیکھا
جس کو بھی دیکھا اسے چاک گریباں دیکھا
آکے سینے میں جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا
الیا آرام طلب آپ کا پیکاں دیکھا
کیا کہوں کیسی پلائی میرے ساتی نے مجھے
ذرہ ذرہ میں عیاں جلوہ جاناں دیکھا
اللہ اللہ میرے عشق کی منزل کا عروج
قیس و فرہاد کو انگوشت بدنداں دیکھا
اے بسیم نہیں درکار مسجائی تیری
دل پڑ درد کو ہی درد کا درماں دیکھا
مسجد و دیرو صتم خانہ کلیسا چھوڑے
میں نے اس دل میں ہی نقشہ رخ جاناں دیکھا
بہت پرستی ہے میری عین عبادت اے امیر
نجا میں نے اسی کفر نہیں ایماں دیکھا

پلا دسا قیاسی کہ ہوش آنے کے پڑا ہوا تیرے دے پر کوئی اٹھانے کے

جو مٹنے والے تھے وہ مٹ گئے اور وہ
تجلی رخ پر نور دیکھنے کے لئے
جلی ہیں بزم میں آنکھیں جھانکی آنکھوں سے
وہ آئے بھی تو وہ آئے نزع کے عالم میں
تسے نصیب کہاں حسن یار کے جلو سے
نقاب ناز وہ کس سے ذرا اٹھانہ سکے
کلیم طور پر اک لمحات اب لائے سکے
چھپائی لاکھ محبت مگر چھپانہ سکے
ہم اپنی حالی اشاروں سے بھی بتانہ سکے
جو چھپے ہستی ہو ہم کو مٹانہ سکے

ایمیر صابری جن کو نشان یار ملا
قسم خدا کی وہ اپنا نشان پانہ سکے

تمہارے در پر اگر جان ماہ او نکلے
ہزاروں دل ہیں بنے فرش راہ میں تیری
تمہارے کچے سے نکلے تو نکلے مر کر کے
خدا کرے کہیں دیدار یار ہو جائے
جبیں شوق کے سجدوں کی آرزو نکلے
کہ جعفر سے بھی بن ٹھن کے یار تو نکلے
خدا کا شکر ہے ہو کر کے سر خم و نکلے
حرم سے دیدار میں کرتے یہ جستجو نکلے

ایمیر صابری مینھاتے سے اذال مسن کہ
شراب ناب سے کرتے ہوئے وضو نکلے

مقتل میں تیغ اکن کی جس آن نکلتی ہے
وہ عاشقوں کی کہ نے پہچان نکلتی ہے
ان عشق کے بندوں کی جب جان نکلتی ہے
بس تیرے تصور میں لے جان نکلتی ہے

فرقت میں میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے
 وہ بیک تیرے جاناں پیکیاں نکلتی ہے
 نہ چھپر مجھے زاہد میں بھونک کے رکھ دوں گا
 ہر آہ میری بن کہ طوفان نکلتی ہے
 اس صحنہ عارض میں وہ شان نظر آئی
 ہر شان میں وہ شانِ قرآن نکلتی ہے
 گیسو ہیں بکھرے ایسے اُن کے رخِ انور پہ
 بادِ صبا بھی ہو کہ حیران نکلتی ہے
 جانِ امیر دیکھو اب عالمِ نزع میں
 سرکار پہ ہونے کو قربان نکلتی ہے

تیرے جلوؤں سے ہے وہ کون جو بے ہوش نہیں۔
 طور والوں کو بھی آئی ابھی تک ہوش نہیں
 منزلِ عشق میں ہر گام پہ دیکھا دیکھا
 وہ نہیں دید کے قابل جو کفن پوش نہیں
 جام پہ جام دے جو مجھے منصور نہ جان
 جو بہک جائیگا پی کہ میں وہ مینوش نہیں
 عالمِ ہستی میں دیکھا ہے یہ آ کہ میں نے
 تیرے مستوں کے سوا کوئی بھی ذی ہوش نہیں

میں وہ مجرم ہوں کہ جو رحم کے قابل ہی نہیں
 تیرے قربان کوئی تجھ سا خطا پوش نہیں
 ماتم در در جنت میں ہے مڑو با بیٹھا
 بخدا سبے وجہ کعبہ بھی سیاہ پوش نہیں
 یہ کسی مست نگاہوں کا تصرف ہے امیر
 آج محفلِ رجبے دیکھا اُسے پوش نہیں

مسک

ہر آنکھ میں تیرا جلوہ ہے ہر دل میں سرور و مستی ہے
 بس قابلِ سجادہ میرے نئے سرکارِ تنہا رہتی ہے
 ہزار پہ مٹتے جاتے ہیں انداز پہ مٹتے جاتے ہیں
 اے شمعِ تیرے پروانوں کی یہ جان بھی کتنی سستی ہے
 جس سمت گزرتے جاتے ہیں ہر گام پہ کچھ بنتے ہیں
 مافی کے تراے مستوں میں کچھ ایسی نرالی مستی ہے
 میخانے کے دیوار در پر مستی منڈھاتی پھرتی ہے
 ہر مست کی آنکھوں سے دیکھو کوثر کی شراب بستی ہے
 اس عشق کے کوچے میں ہم ہر گام پہ دیکھا دیکھا ہے
 جو عشق کے بندے ہیں اُن کی دنیا سے نرالی بستی ہے
 جس جا پہ امیرِ عابدی کی جھکتی ہے جیسے شوق و ہیں
 سب سرش کے رہنے والوں کی سجدوں کو جسیں ترستی ہے

منزلِ عشق میں جھے لذتِ بیکی نہیں !
 سچ تو یہ ہے کہ زندگی عشق کی زندگی نہیں

اُس کی نماز ہی نہیں اس کا سلام ہی نہیں
 نقشِ قدم پہ یار کے یا رُکے جلی جلیں جھکتی نہیں
 جو نہ گیا ہو سرِ بختِ عشق کی بارگاہ میں
 دعوے سے کہہ رہا ہوں میں دعویٰ عاشقی نہیں

قابلِ بندگی کہاں قابلِ بندگی کہاں
 بندے کا بندہ ہو نہ جو قابلِ بندگی نہیں
 آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چشمِ زدن میں وہ حسین
 دل کو چھرا کے لے گیا جس کا جواب ہی نہیں

رٹ جاکسی کے عشق میں تیرا مقام ہے یہی
 عشق کی بارگاہ میں جلوؤں کی کچھ کمی نہیں
 مانا کہ رٹ گیا ہوں میں پہنچ کے کورے یار میں
 لیکن امیرِ صابریِ حسرتِ دل مٹی نہیں

تیرے قدموں میں سٹوں سٹنے میں جھکے ڈر نہیں
 بات تو یہ ہے تیری چوکھٹ کے قابلِ سر نہیں
 ہوں میں محتاج کہم آقا کہم فرمائیے
 مانگتے والوں میں مجھ جیسا کوئی بے پیر نہیں

اجا بیٹیں تو جا بیٹیں کہاں قدموں کو تیرے چھوڑ کہ
 آستان سے آپکے کوئی آستان بڑھ کہ نہیں
 کیا کہوں ساقی نے کیا مستی بلا بخشہ می
 جبکہ ہاتھوں میں صراحی مینا و ساغر نہیں
 تیرے صدقے یہ تیرے لطف و کرم کی شان ہے
 دونوں عالم میں تمہارا کوئی بھی ہمسر نہیں
 دیر میں کعبہ کلیسا میں صنم خانے میں دیکھ
 کونسی جا ہے جہاں پر یا رہ جلوہ گاہ نہیں
 آپ کے سنگتوں کا منگتا ہے امیر صابری
 جائے اس درد سے کہاں اور کوئی اسکو دز نہیں

جب سے لگی ہے آنکھ بھی میری لگی نہیں
 وہ جانے کیا ہیں دردِ محبت کی لذتیں
 کہ بڑا ایس میں جیب و گمبیاں کی دھجیاں
 رکھنا قدم سنبھال کر نہ اشنائے راز
 یہ آتش فراقی ہے رہتی دہلی نہیں
 جسکو تیری نگاہ کی بے چھی لگی نہیں
 جو شمع جنونِ عشق ہے دیوانگی نہیں
 کو چہ عشق ہے یہ کوئی نسل لگی نہیں
 جسکی جیس حضور کے در پہ جھکی نہیں
 اسکی نازِ عشق کا نسخہ نہیں قبول

ہو جائے انکی نظر عنایت تیری طرف
 پھر تو امیر صابری کوئی کمی نہیں

محبت میں والد حیرانیاں ہیں ہاں حیرانیاں ہیں پریشانیاں ہیں
 کسی کلمہ ہے تیرے دل میں بیٹھا دل و جاں سب کی مہمانیاں ہیں
 گود میں تیرے ہونے پر رکھے ہوئے ہے عجب کوئے جاں میں قربانیاں ہیں
 میری خاک بعد فنا اثر رہی ہے کہاں تک خلا جانے و یہ انیاں ہیں
 وہ سیکرہ پہ ہے مستوں کا جھگڑ کیا میرے جانان و رہبانیاں ہیں
 گرائی ملے کوئے جانان کی محبت کو یہ ہی تخت و تاج اور سلطانیان ہیں

ہاں اقلیم ہفت سے والد بڑھ کر

اتیران کے در کی جو دربانیاں ہیں

نزلے کی نزال بہرا دا ہے جدھر دیکھو اودھر جلوہ نما ہے
 اسے کہتے ہیں تصور یہ تصور مجھے اب آپا یہ دھوکا ہوا ہے
 سمجھنے سے نہ سمجھانے سے آئے محبت کا عجب کچھ ماجرا ہے
 گھٹائی میں چھومتی ہیں سیکرے پہ بس اب پیٹنے پلانے کا مزا ہے
 جسے دنیا ہلائی عید سجے حقیقت میں وہ تیرا نقش پا ہے
 اٹھ کر مستیاں عید سے آئیں کسی میخوارہ کی دیکھو دعا ہے
 عجب بن ٹھن کے نکلے ہیں وہ کھر دلِ نادان تیرا حافظ خدا ہے
 کسی کو ناز و زہد و اتقا پہ مجھے تیرے کرم کا آسرا ہے

ایسر صابری کا ان کے در پہ

نمازِ عشق کا سجودِ بدوا ہے

محبت کہاں ہے محبت نکلیں ہے
یہ بارخ ارم سے بھی بڑھ کر حسین ہے
میری ہر نگاہ نے ہے ہر صحت دیکھا
فضا بار ہر سو ہے تاروں کی دنیا
یہ ان کی عنایت یہ ان کا کرم ہے
محبت کے سجدوں میں وصلِ خدا ہے
کبھی تو خدا کا اٹھا دیجے چلمن
ہیں شرمندہ شمس و قمر تیرے آگے

امیر حمز میں کوئی مانے نہ مانے
میر اکبر میں تیرا روئے نہیں ہے

پھوڑا واعظ نہ پا رسائی کہ
وقتِ نزع وہ سامنے آئے
منزلِ یار کا پتہ پاؤں
بحرِ طوفان میں گھر گئی کشتی
ہاتھ آئے گی دولت کہ نہیں !
جان جائے تو اُن کے قدموں میں

بیٹھ کہ اُن کی رہ گزر میں امیر
اپنی پلکوں سے تو مصفائی کہ

در پہ ساقی کے جہد سائی کہ
روح نکل کہ تو پیشوائی کہ !
در نہ دل اکھٹے تو رہنمائی کہ
نا خدا بن کے نا خدائی کہ
کے جانوں کی بس گدائی کہ
میری بخت رسا رسائی کہ

لگاؤ تیرے بیشک اڑا دے دھجیاں میری
 تیری آنکھوں میں ہے پنہاں حیاتِ جا وداں میری
 یہ ہی اُمید تیکے ایک مدت سے بٹکنا ہوں
 سنے میری زبانی کوئی مجھ سے داستاں میری
 قصور میں میرے اس وقت کوئی آئیۃ اللہ ہے
 نزع میں دے رہیں تجھ کو خبر یہ ہچکیاں میری
 شبِ ظلمت کے جھگوں کو فقط رستہ دکھا بنو
 بصیرت لیگیا مجھ سے چورائے کارواں میری
 کہوں کس شاں سے میں مرصہ محشر میں آیا ہوں
 میں بھرے آگے آگے دیکھ لو رسواٹیاں میری
 کسی کے عشق سے بھگوٹا کہ خاک کہ ٹھٹھا
 خدا کے واسطے سن لے غبارِ کارواں میری
 امیرِ صابری کو پھر کسی کس بات کی ہوگی
 رسائی آپ کے در تک اگر ہو مہرباں میری

مرغ سے نقاب اٹھا کے وہ جلوہ دکھا کے چل دے
 ہائے میری اُمید کی دنیا ٹٹا کے چل دے
 کس کس ادا و ناز سے بزم میں آ کے چل دے
 ہر ایک قدم پہ دیکھئے محشر دکھا کے چل دے

بیشک تھا اُن کی بلاہ میں شاید نگاہِ لطف ہو
 ایسا میں بد نصیب ہوں دامن بچا کے چل دئے
 آئے غمے اُن کی بزم میں لیکے ہزارِ حسرتیں
 دیکھا جو اُن کی شان کو سب کچھ لٹا کے چل دئے
 مَن کے کہم کی شان یہ دیکھا جسے اُسے نہ تھی
 ایک نگاہِ ناز سے اپنا بنا کے چل دئے
 دیکھا ہے زاہدوں کو آج پیرِ مٹاں کے پاؤں پر
 کتبہِ سمجھ کے دم بدم سر کو جھٹکا کے چل دئے
 جھکوا نہیں کی ہے تلاشِ خواب میں ہی ملیں وہ کاش
 جو کہ امیرِ صابری بندہ بنا کے چل دئے

اب مجھے عشق کی پہچان ہوئی جاتی ہے۔
 زندگی بے سرو ساماں ہوئی جاتی ہے
 بزمِ حیران ہے حیران ہوئی جاتی ہے
 ہر نگاہِ تیری خمستاں ہوئی جاتی ہے
 یہ تیری مست نگاہوں کا اثر ہے ساقی
 ہر نگاہِ صاحبِ عرفاں ہوئی جاتی ہے
 آج اس نور کے پردوں سے نکلی کہ آ جا
 دید تیری میرا ایمان ہوئی جاتی ہے

دل تو پہلے ہی تیرے حسن کا دیوانہ ہے
 جانِ جہاں جان بھی قربان ہوئی جاتی ہے
 ہائے کس ناز سے دامن کو بچا کر نکلے !
 آج دنیا میری ویران ہوئی جاتی ہے
 آج کس ناز سے بن ٹھن کے وہ نکلے شر سے
 ہر اداِ نذیت کا سامان ہوئی جاتی ہے
 آکے سینے میں جہاں بیٹھ گئی بیٹھ گئی
 ہر نگاہ یار کی پیکاں ہوئی جاتی ہے
 تیرے جلوؤں کا بھکاری ہے پجاری ہے امیر
 جنت پرستوں میں عجب شان ہوئی جاتی ہے

عجب ہے جانِ جہاں انداز تیرا
 جو دیکھا طور پر موسیٰ نے جا کہ
 نہ لیجا کو کیا جس نے پریشاں
 تیری شانِ تلافی پہ ہے صدقے
 ہزاروں نیم جہاں اور لکھوں سہل
 کسی کی نذر میں سر نذر کر دے
 جہاں چاہے وہاں کعبہ بنا لے
 تو محبہ میں اور میں تجھ میں سما یا
 ہے ہر ذرہ میں پنہاں راند تیرا
 وہ تھا حسن سرا پا ناند تیرا
 تیرے صدقے وہ تھا اک ناند تیرا
 دل و جہاں سے شہیدِ ناند تیرا
 اثر ہے یہ نگاہِ ناند تیرا
 محبت میں یہ ہو آغاز تیرا
 یہ جذبہ ہے جبینِ ناند تیرا
 تو میرا اور میں ہوں راند تیرا

ہے زاپہ کہ عبادت پر بھروسہ
ایسر صابری کو ناز تیرا

سب حسرتوں کا خون کئے جا رہا ہوں میں
اے عشق تیرا ساتھ بسے جا رہا ہوں میں
مرنے کا کیا میں مر بھی چکا ہوں ہزار بار
اک تیری یاد ہے کہ جٹے جا رہا ہوں میں
جن کی نگاہ ناز نے بہ باد کہ دیا
پھر بھی اسی کو یاد کئے جا رہا ہوں میں
مجھ کو رہی نہ ساغر و میتا کی آرزو

آنکھیں پلا رہی ہیں پتے جا رہا ہوں میں
اس بارگاہ عشق میں جانا تو دیکھو
ان کی نظر میں سر کو لٹے جا رہا ہوں میں
کچھ میں بیٹھ کر کہیں دیو و حرم میں وہ
جیسے پلا رہے ہیں پتے جا رہا ہوں میں
اس خالی نہیں میں ملک عدم کو چلا ایسر
دس میں کسی کی یاد لئے جا رہا ہوں میں

نظر سے بادۂ عرفاں سیکھ پلائے جاتے ہیں ساغر پہ ساغر

میرنی بستی کا عالم دیکھنے کو ا
 لے داغز چھوڑ دے بخت کے قصے
 ہمیں بندہ نوازی کی قسم ہے
 ہتھیلی پر لے سر جانِ عالم
 مجھے محفل میں لوٹا جس انداز سے
 وہ بے پردہ نظر بھرا رہے ہیں
 میں جس چوکھٹ کا سنگتا ہوں ہاں بہ
 ہے میرے واسطے کعبہ کا گعبہ
 نرشتے عرش آئے نہ میں پر
 کبھی تو یاد کی باتیں بیاں کہ
 کہم بندے پر کیجے بندہ پرست
 کھڑے ہیں لاکھوں تیری دہکنہ پر
 کھچی جاتا ہے آنکھوں میں وہ منتظر
 بپا ہونے کے پھر شورِ محشر
 نظر میں پا بھیج ہے تجنت سکند
 ہے میرے واسطے کعبہ کا گعبہ
 امیرِ صابری پیرانِ کلیر

لگا ہوں میں بھری وہ شوخیال ہیں
 خبر نہ کی ان کے دے رہی ہیں
 میرا میدان لوٹے جا رہی ہیں
 وہ اس انداز سے پوندے سے نکلتے
 خدا رکھے سلامت و درالفت
 میں اس انداز سے محشر میں آیا
 تمہیں میں ہوئے وہ جیوہ افکن
 نہ پتی ہر ادا میں بھلیاں ہیں
 نزع میں آ رہی ہیں جو بھکیاں ہیں
 یہ کس کا فرادہ کی شوخیاں ہیں
 کہ چھائیں ہر طرف رعنائیاں ہیں
 بڑی راحت فضا تنہا بیاں ہیں
 میرے آگے میری رسوائیاں ہیں
 نظر میں کوئی نہ مچتی پھر بھینیاں ہیں
 امیرِ صابری پر پیار سے نصیب
 بہت آقا کہم فرمائیاں ہیں

آپ آئے نہ داد خواہی کو
جہاں پر بن گئی مشہ لبطا
جو تیرے در سے کہے ہو گئے آتما
تیرے مستوں کے پاؤں میں دیکھا
دل گیا جھڑپ چلی جہاں بھی
نظر کہ دس سے کہہ رہے دیوانے
راستے دھونڈتے ہیں راہی کو
پہنچے میری داد خواہی کو
کیا سمجھتے ہیں بادشاہی کو
تختِ شہی کو کچ کلاہی کو
دھونڈتے ہوں اُدھر کے راہی کو
رندے تخت و تاج شاہی کو
یار پہلو میں تھا نہ دیکھا امیر
کیا کہوں اپنی کم نگاہی کو

گیوڑوں کے نقاب میں مارا تھا
وہ کئی بار بے حجاب آئے
زاہدوں کو خیالِ جنت نے
جاؤں کعبہ یا سوئے بت خانہ
ہے کہیں بادشاہ فقیر کہیں
اپنی مستی میں غرق کرتے تھے
پاس رہ کہ نظر نہیں آتا
کس ادا سے حجاب نے مارا
مجھ کو میرے حجاب نے مارا
میکشوں کو شراب نے مارا
بس اسی پیچ و تاب نے مارا
یار کے انقلاب نے مارا
ایک مستِ شراب نے مارا
ہائے اس اضطراب نے مارا
لاکھوں میں دل امیر کا چھینا!
تیرے اس انتخاب نے مارا!

شکستہ ہستی کا ٹوٹا ہوا ساز ہوں میں
 جسے نہ سن سکو وہ دکھ بھری آواز ہوں میں
 سنبھل کے طور پہ آنا کلیم دل سن لے
 تجھے خبر بھی ہے کس کی نگاہِ ناز ہوں میں
 کسی کے ٹھیکو تفسور نے کہ دیا تھا ہر
 کہ خود آئینہ ہوں اور خود آئینہ ساز ہوں میں
 خدا کے واسطے رخ سے نقاب اٹھا دیجے
 تیرے نیاز سے مدت سے بے نیاز ہوں میں
 تلاش کیا میری ہستی کی کر کے کوئی
 کہ راز دار حقیقت کا ایک راز ہوں میں
 جہاں پہ قدمی بھی بسر کو جھکائے بیٹھے ہیں
 قسم خدا کی تو ہی آستانِ ناز ہوں میں
 امیرِ صابری خواہش نہیں سجا کی!
 کہ اپنے درد کا خود آپ چارہ ساز ہوں میں

ساقی پلا دے اب تو جو کچھ بچی بچی ہے
 پنہاں تیری نگاہ میں مستوں کی زندگی ہے
 تیرے ہی ہاتھ سے اب پینے کی ٹھان لی ہے
 ایسی لگی ہوئی ہے جو نہ کہیں بجتی ہے

تیری ادا پہ سرنا تیری رضا پہ جینا
 اپنی خوشی وہی ہے جو یاد کی خوشی ہے
 اس زمانہ بندگی سے تو آشنا نہیں ہے
 یہ بندہ ہمہ دوری بھی بندے کی بندگی ہے
 سارے حیات ساقی اک بار چھوڑ دے پھر
 میری خودی کا لغوہ محتاج بے خودی ہے
 مستی میں جھوم کہ یوں سجدے پکارتے ہیں
 جس جا جہیں جھکی ہے وہاں ختم بندگی ہے
 پینے کا تپ نما ہے بیت الاحرام پی تو
 چُپ کہ امیر پینا تو ہیں سیکشی ہے

تمام بزم ہی مست شراب ہو کے رہی
 نگاہ ناز تیری کامیاب ہو کے رہی
 دُعا یہ مستوں کی کیا خوب رنگ لائی ہے
 گری جو بوند گھٹا سے شراب ہو کے رہی
 چھپائی لاکھ محبت مگر وہ چھپ نہ سکی
 وہ بے نقاب تھے یہ بے حجاب ہو کے رہی
 کسی کے عشق میں جن جل کے خاک ہو کے رہی
 دل خراب کی دنیا خراب ہو کے رہی

نمائندِ عشق کے مسجدوں کے واسطے نہ کیجو
 جبینِ شوق میری انتخاب ہو کے رہی
 چھپی ہوئی تھی جو ستر ہزاروں پردوں میں
 وہ شان نہیکھ لو اب بے نقاب ہو کے ہی
 جو ان کے جلوؤں کی چمکی ہے اک کہن بھی کہیں
 امیرِ صابری وہ آفتاب ہو کے رہی

کیا کہوں کیا دیکھا ان کا روئے تاباں دیکھ کر
 بن گئے تصویر ہم تصویرِ جان دیکھ کر
 آج اپنے آپ پر ہی ہو گیا دھوکا مجھے
 اپنی مہتی میں کسی کا حسن نہماں دیکھ کر
 میکدہٴ عشق میں مستوں کی مینوشی نہ پوچھ
 توڑ دی زہد نے تو یہ بزمِ رنداں دیکھ کر
 تھکوا درجنت کو تیری کیا سمجھتے ہیں بھلا
 خلد نہ دیکھیں گے ہم کو چہرِ جانان دیکھ کر
 تیس بھی انگشت بدنداں ہے دیکھو حشر میں
 میرے ارمانوں کی دنیا کو وہ ویراں دیکھ کر
 کیا کہوں کیا لکے میں پہنچا ہوں ان کی بزم میں
 وہ پریشاں ہو گئے مجھ کو پریشاں دیکھ کر

ہر گئے لاکھوں ہی دامن چاک امیر صابہ ہی
 بزم جان میں میرا چاک گمہ میاں دیکھو کہ

نقاب قلب و جگر اٹھائیں حجاب عقل و خرد اٹھائیں
 جو دل کی محفل میں جلوہ گمہ ہے اسے نظر کے قریب لائیں
 یہ آرزو ہے کہ ہر قدم پر جنوں میں ایسے مقام آئیں
 سنور سنور کے بگڑتے جائیں بگڑ بگڑ کے سنورتے جائیں
 بس آج ایسی پلا دے ساتی یوں مست و بے خود بناد ساتی
 ادا کریں جب نماز اپنی نہ خود جھکیں آور نہ سر جھکا میں
 تصور حسن میں ہوئے گم تمہارا نقشہ جا جا کنا
 جو تجھ کو کھو میں تو خود کو پا میں جو خود کو کھو میں تو تجھ کو پا میں
 تیری ادا میں کہ شمع ساندی تیری نگاہ میں ہے بے نیازی
 جسے بھی چاہیں بنائیں اپنا تمہاری دلکش حسین ادا میں
 اب ہاتھ سے چھٹ گیا ہے لشکر عجیب پیش نظر ہے منتظر
 تلاطم موجِ غم کے مارے قریب ساحل نہ خوب جا میں
 امیرِ دیم و حرم میں جا کہ دوئی کے پردے اٹھا اٹھا کہ
 جہاں بھی دیکھیں تمہیں کو دیکھیں جہاں بھی پا میں تمہیں کو پا میں

پہلو میں غم اُٹھتا ہے طوفاں کبھی کبھی
 ہوتا ہے گویا ششدر کا سماں کبھی کبھی
 طے ہوتی ہیں سب عشق و محبت کی منزلیں
 ہوتا ہوں حجب میں رونقِ زنداں کبھی کبھی
 اپنی زکاتِ حسن کے صدقے میں جانِ جاں
 پھینکو نگاہِ ناز کا پسکاں کبھی کبھی
 سو جہاں سے ایسے دردِ محبت پہ ہوں تیار کبھی کبھی
 جو ہوشِ شبِ فراق میں مہماں کبھی کبھی
 جوشِ جنونِ عشق کی نیرنگیاں نہ پوچھ کبھی کبھی
 ہنسنے میں مجھ پہ حجب نہ کرے بیاں کبھی کبھی
 میرا امیرِ صابہا ہے حج اکبری کبھی کبھی
 ہو جائے گدچہ جلوہ جاناں کبھی کبھی

نقابِ رخ سے اٹھ کر اٹھانے والے نے
 لگی ہیں اور لگا دی گانے والے نے
 پلائی آج کچھ ایسی پلانے والے نے
 بگڑ گئی تھی بنادی بنانے والے نے
 بہارِ کیف کی رنگینیاں کو دیکھ وہیں
 ہے تو بہ توڑ دی کبھے میں جانے والے نے

نگاہ کے ملتے ہی دل جائے دولت کو نہیں
 نگاہ مالوں سے جس کی کہیں نگاہ ملے
 تمام حال دل ناتواں کا کہنے کو
 امیر صابری کو صابر کی بارگاہ ملے

تیرے آستانے کو جی چاہتا ہے
 کہیں بھی نہ جانے کو جی چاہتا ہے
 بہت روز طوفان کی موجوں سے کھیلے
 بس اب ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے
 کس جس نے دل اور جگر پہلے زخمی
 وہی تیر کھانے کو جی چاہتا ہے
 وہ مانیں گے جیسے منائیں گے اُن کو
 اُنہیں اب منانے کو جی چاہتا ہے
 دہائی ہے تے تا جدارِ مدینہ
 تیرے پاس آنے کو جی چاہتا ہے
 مٹانے میں میرے تمہیں گر خوشی ہے
 مٹا دو مٹانے کو جی چاہتا ہے
 جہاں جلوہ گر ہیں محمد کے جلوے
 وہاں آنے جانے کو جی چاہتا ہے

بہت دور دکھتا ہے چشم کہم سے
 بہت پاس آنے کو جی چاہتا ہے
 ایسر عمر گزری ہے غم کھاتے کھاتے
 بس اب نہ ہر کھانے کو جی چاہتا ہے

بھی ہے دھیم جہاں میں اُس آستانے کی
 اگرچہ دیر ہے تو دیر ہا بخت اٹھانے کی
 لگی ہے بیڑیوں مستوں کے آنے جانے کی
 جگہ نہ ملتی ہے قدموں میں سر جھکانے کی
 یہ جس خزانے کے منگنے کھڑے ہیں چوکھٹ پر
 تمہارے پاس ہے چابی اسی خزانے کی
 تمہارے فیض قدم سے یہ فیض جاری ہے
 کہ پوری ہوتی ہے ہر آرزو زمانے کی
 تم آج حسن منور کے اپنے جوڑوں سے
 نقاب اٹھانے کے بدلہ دے فضا زمانے کی
 میں سر کو دکھ کے ہتھیلی پہ آج لایا ہوں
 یہ راہ نکالی ہے سرکار کو منانے کی
 ایسر صابری مستی میں جھوٹے آئے
 کچھ اوروں ہوئی حالت شراب خانے کی

کسی کا درد یوں تڑپا رہا ہے
 نگاہِ عشق کی تالیش نہ پوچھو
 وہ کس انداز سے نکلمیں گھر سے
 تھکے خمیز ہے بحرِ محبت
 پڑی ایسی نگاہِ دل پر کسی کی
 میری اس خاک کا یہ ذرہ ذرہ
 کسی کی خاص نظروں کا تصرف
 لٹاتے ہیں وہ عالم کے خزانے
 کہ دل پہلو سے نکلا جا رہا ہے
 نقابِ حسن سر کا جا رہا ہے
 میری دنیا کو لوٹا جا رہا ہے
 دل بیتاب ڈوبا جا رہا ہے
 سنبھالے سے نہ سنبھلا جا رہا ہے
 کسی دامن سے لپٹا جا رہا ہے
 گھٹن بن کر رہتا جا رہا ہے
 نہ خالی کوئی منگتا جا رہا ہے
 ابتر صابری کی کچھ نہ پوچھو
 کسی کے غم میں مٹتا جا رہا ہے

تزمینِ بزم کو چیر جاننا تو دیکھئے !
 ہے بحرِ قتلِ عاشقاں ساماں تو دیکھئے
 کس کس اودانے سے اٹھتا نقابِ حسن
 لاکھوں ہوئے ہیں چاک گریباں تو دیکھئے
 گر دیکھنی ہو تم نے قیامت تو آن کہ
 مجھ بد نصیب کی شبِ بھراں تو دیکھئے
 بس ایک نگاہِ ناز سے چمن سے جھانک
 لے جان کوئی دم کے ہیں مہمان تو دیکھئے

برباد کر رہے ہو کٹے جاڑ شوق سے
 جہاں ہے کون دل میں میری جاں تو دیکھئے
 رنڈش میں آگئی ہے میری کائنات آج
 شاید ہوئی ہے حبش مرزاں تو دیکھئے
 دزدیدہ نگاہوں سے نمک پاشیاں نہ کہ
 زخمی ہیں پیپے ہی میرے ارمان تو دیکھئے
 ساقی نے آج کھول دئے میڈے کے در
 شتی ہے سیکڑے مئے عرفاں تو دیکھئے
 میں نے امیر صابری صابہ کے فیض سے
 سب طے کئے ہیں عشق کے میدان تو دیکھئے

۹

فرزندِ طور پہ یا اوجِ عرش پر ٹھہرے
 ہم آپ اپنی ہی منزل کے لہر ٹھہرے
 نقابِ حسن جو اٹھا تو ایک محشر تھا
 ہزاروں جلوؤں پہ کیسے یہ ایک نظر ٹھہرے
 ہزاروں نمبر و لاکھوں حسیں ہوئے لیکن
 سوائے اُن کے نہ اپنی کہیں نظر ٹھہرے
 علاجِ دردِ دل ناتواں کا ہو جائے
 یہ جس کا درد ہے گریہ چارہ کہ ٹھہرے

یہ اُن کی بزم میں معجز نمایاں دیکھیں
 جو باخبر تھے یہاں آکے بے خبر ٹھہرے
 بے پردہ آج وہ پردہ نشیں نظر آئے
 حمیم ناز کے پردوں پہ گد نظر ٹھہرے
 امیر صابری ہو چچ اکبری اپنا
 یہ اسے سجدہ گر صابری کا سنگ در ٹھہرے

کیا تھا عشق تو کچھ حوصلے کئے تھے
 سئے تھے ہونٹ تو آنسو بھی پی لئے ہوتے
 نہ نام لیتا تو داغِ حرم کو جانے کہا
 کسی کے در پہ جو سجدے ادا کئے ہوتے
 تمہاری آنکھوں کی سستی ہی رہبر ہوتی
 شرابِ عشق کے ساغر اگے پیئے ہوتے
 نہ داد دی میری قسمت نے بزمِ ساتی میں
 وگر نہ یاس نے تو پیانے بھر لئے ہوتے
 کسی انداز سے بھی چلن سے مہانک پیستے تم
 تو ہر نگاہ پہ دل و جاں جگمگاتے ہوتے
 نگاہِ ناز کبھی اس طرف بھی فرماتے
 ادا پہ مرتے ہم انداز پہ جھٹے ہوتے

امیر صابری صاحبہ کا نام نے لے کر
یہ چاک سجا مٹہ ہستی کے سب سے ہوتے

دل بیتاب تو ہے کس نے تم دیدہ نم دیدہ
وہ پردہ پوش ہیں ان کا کرم پوشیدہ پوشیدہ
یہ ممکن ہے نقاب حسن کے پردے سرگ سبائیں
انگاہ عشق کا ہے تا کنواں دیدہ نہ دیدہ
تو وہ ہے شمع توحید جس کے حسن کے ادھر
جیسے دیکھا وہی پردانہ نا دیدہ نا دیدہ
ہمیں پہنچیں نہیں عقوف و عوی عشق کا کہنا
خدا خود کملی واسے ہوا کہ دیدہ گر دیدہ
شب سراج حق نے یوں کہا بخشی تیری اہیت
میرے محبوب تو ہے کس لئے نہ بخیرہ نہ بخیرہ
اے واعظ تو نہ کہ کوشش سمجھ میں آ نہیں سکتا
یہ نکتہ عشق کا ہے کچھ عجب پیچیدہ پیچیدہ
امیر صابری جانا سنبھل کہ کونے جاناں میں
وہاں پہ ہر قدم پہ ہر قدم لہ لہ دیدہ

ہے دیکھی شان و نشان سکرندی دیکھی !
 گداؤں دیکھی تیرے در کی فیسری دیکھی
 جو با خطائیں یہاں بے خطا نظر آئیں
 تیرے کہم میں چھپی بندہ پروردی دیکھی
 جے بھی دیکھا اُسے کہ یا نہیں اپنا
 تیری نگاہ میں جاناں یہ دلبری دیکھی
 وہ ہو گئے ہیں دل و جان سے غلامِ حنیفہ
 جنہوں نے احمدِ سرور کی سرندی دیکھی
 انہیں تو کہ دیا آزاد دونوں عالم سے
 کہ جن کی سمت نگاہ ایک سرسری دیکھی
 ہو کے قطروں میں جذبات ہیں انا الحق کہے
 یہ تیرے ستوں میں پر کیف خود سری دیکھی
 میں کیا کہوں میری آنکھوں کو کیا نظر آیا
 امیرِ صابری جب شانِ صابری دیکھی

وہ آدمِ حسن کی تصویر بنے بیٹھے ہیں
 یہ تیری خاص نگاہوں کا کریم ہے ساقی
 اور ہم درد کی تصویر بنے بیٹھے ہیں
 تیرے مددِ قیاسِ ناطقِ فشان بنا
 عشق کی خاک میں اکیس بنے بیٹھے ہیں
 خطِ عارض تیرے تفسیر بنے بیٹھے ہیں
 چشمِ زاہد میں کہ شمشیر بنے بیٹھے ہیں
 لاکھوں مسجودوں میں ملنِ رات تیرے دیکھے

جس کا بننا ہے تقطیر تیرے کہم پر موقوف ہم وہ بگڑی ہوئی تقدیر بنے بیٹھے ہیں
 اے امیر اب تو نہیں دیکھنے کی تاب رہی
 دیکھ تصویر کہ تصویر بنے بیٹھے ہیں!

خلوت میں ہی جلوہ دکھلا دو قربان تیرے خلوت والے
 اے پردہ نشیں پردے میں رہو شہرت نہ کہیں شہرت والے
 یہ مست تیرے مینجانے کے ہر گز نہیں اٹھ کر جانے کے
 سب رنگ میں تیرے ڈوبے ہیں جتنے ہیں تیری رنگت والے
 اے ابد کہ مے بحر سخا نہ یہ تیرے کہم کا صدقہ ہے
 سب تیری گلی کے منگتے ہیں دولت والے غربت والے
 چلن کو ذرا سرکا دیجے لبت کہم فرما دیجے - ۱
 جلوؤں کو ترستی ہیں آنکھیں بیتاب ہوئے حسرت والے
 کونین کے گوشے گوشے میں اور شمس و قمر کے ذروں میں
 جن جلوؤں کی ہے یہ جلوہ گہری وہ جلوے دکھا جلوت والے
 کہ تیرے اشارے سے آقا تقدیر کا لکھا مٹتا ہے
 چو کھٹا پہ کھٹے بیتے ہیں مسدہم بگڑی ہوئی قسمت والے
 بے عرش امیر صابری کی جنت کی جگہ حاجت نہ رہی
 جنت سے بڑھ کر تیرا گلی آ آ کے کہیں جنت والے

تیرا آستان تو آستان تیرے نقش پا پہ جیسں سہی !
 تجھے سجدہ کرنیے کام ہے جو دناں نہیں تو یہیں سہی
 تیرے حسن کے جو فریفتہ وہ تڑپ تڑپ کے پکارتے
 کبھی دل جلوں کی پکار سن ہے یہ مانا تو ہی جسں سہی
 ہے یہ ہر مکان ہی تیرا مکان ہے یہ ہر نشان ہی تیرا نشان
 تو ہی جلوہ بار ہے ہر جگہ تو ہی ہر مکان کا مالک سہی
 میں تیری تلاش میں ماہر و پھروں کھاتا کھوکھروں کو دیکھو
 تو کہیں تو جلوہ تواند ہو تو ہی یا رہ پردہ نشیں سہی
 جو جنوں میں اپنے میں آگیا تو تجھی سے تجھ کو سناؤ گنگا
 یہ نیا نہ مند کو ناز ہے تیرے لب پہ لاکھ نہیں سہی
 یہ امیر عبادی کہہ رہا کوئی بعد دفن یوں قبر میں
 تو نہیں ملا ہے تو نہ سہی تیرے کوچے کی یہ زمیں سہی

کسی کی تیغ اودانے قضا کا کام کیا !
 ہمیں تمام کیا اپنا خواب نام کیا
 نہ بچ کے کوئی گیا مست، انگڑیوں تیری
 نگاہ یار بچے جانا نقش عام کیا
 جو بعد مرے کے آئے وہ میری مرقد پہ
 تو میری خاک کے خروں نے احترام کیا۔

کیا زلیخا کو بربادِ حسنِ یوسف نے
 تمہارے حسن نے یوسف کو بھی غلام کیا
 جویت شکن مٹے وہ بُت بن گئے محبت میں
 کسی کی زلف نے ایسا اسیر دام کیا
 قسم خدا کی وہ دلِ عرش سے بھی ہے بڑھکا
 تمہاری یاد نے جس دل میں ہے قیام کیا
 امیرِ صابری دراصل ہے نسانہ وہی
 کہ جس نمانہ میں اس عشق کو امام کیا

بساطِ فرش سے تہِ حذرِ لامکاں پہنچے !
 کسی کی دھن میں کہاں سے چلے کہاں پہنچے
 جہاں پہ پہنچے ہم نہ صاحبِ گماں پہنچے
 تیرے پیغمبر کہوں کیا کیا کہاں پہنچے
 تیرا خیال اڑا کر کے لے گیا مجھ کو
 میرے مقام کو کیسے میرے کارواں پہنچے
 پتہ نہ چلتا ہے اپنا نہ اپنی منزل کا
 خیالِ یار نہیں ڈوبے کہاں کہاں پہنچے
 امیرِ صابری پہنچا نہ اس جگہ کوئی !
 جہاں پہ لائے حقیقت کے راز واں پہنچے

خمسہ - سرورِ عالم تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے صدقے تیرے قربان جاؤں یا رسول اللہ
 دو عالم میں نہ کوئی تم سا پاؤں یا رسول اللہ
 بھلا کیوں غیر کو نظروں میں لاؤں یا رسول اللہ
 تمہارا ہوں تمہارے در پہ آؤں یا رسول اللہ
 کہانی خود زبانِ آستانوں یا رسول اللہ

میری فریاد سن کر لو حضرت حسینؑ کا صدقہ
 علی شیر خاں کے عین نور العین کا صدقہ
 جناب فاطمہؑ کے خاص دل کے چین کا صدقہ
 عطا مجھ کو بھی ہو کچھ دولت کوئین کا صدقہ
 کہاں تک ٹھوکیں غیروں کی کھاؤں یا رسول اللہ

تمہارے گنبدِ خضر کی جس دم یاد آتی ہے
 دنِ بیتاب پہ گویا قیامت اک ڈھائی ہے
 نہ ویرانے میں رہتا ہوں نہ بستی مجھ کو بستی ہے
 میرے ارمانوں کی دنیا ہوئی برباد جاتی ہے
 کہاں تک مجھ کے صدمے اٹھاؤں یا رسول اللہ

مدینے جانے والے میرے دل کو تمام لیت جا
 ہوا ہے عشق میں ہو کچھ میرا انجام لیت جا
 یہ منزل عشق کی ہے بوسہ ہر گام لیت جا
 امیر صابری کا دیکھ بھرا پیغام لیت جا
 بلاؤ تو ملکی دل کی بچاؤں یاد رسول اللہ

صبا تیرا مارنے میں گذر ہو یہ کہنا ہم غریبوں پر نظر ہو
 کبھی تو جلوہ بطحا نگر ہو سیری آہوں میں یارب وہ اٹھ ہو
 میں تڑپوں تو محسوس کو خبر ہو

وہ شان مصطفیٰ ہے شان اکرم ہوئے جاتے ہیں قرباں دونوں عالم
 وہ ہیں نورِ خدا نورِ محسوس قسم قسم حق کی وہ دل ہے عرشِ اعظم
 کہ جس دل میں میرے آقا کا گھر ہو

محبت کا عجب ہے کورخانہ چھپا ہے اس میں کنزِ اکابرانہ
 تیرے دیوانوں کا ہے یہ ترانہ ادا ہو لیں نہ نہ بچھٹکا نہ
 تیرا در تیرے دیوانے کا سر ہو

نہ تخت و تاج و دولت کی ضرورت قسم حق کی نہ حجت کی ضرورت
 میں دیوانہ ہوں وحشت کی ضرورت ہے بس ایسی عبادت کی ضرورت
 تیرا جلوہ ہو تو پیشِ نظر ہو

کسی سکینے سستی میں دعا کی قیامت میں قیامت اک ہپا کی :

وہی نہ فکر اب نہ دیر جزا کی اُدھر ہو جاتی ہے مرفعی خدا کی
 نگاہ ساقی کو تر حیدر ہو
 بھلا اس کی محبت کا کہوں کیا الگ ہے دونوں عالم سے وہ تہ
 زمانہ اُسکے قدیموں پر ہے جھکتا ہے دنیا سے نہالی اُس کی دنیا
 عرب کے چاند کی جس پر نظر ہو
 یہ دل پہلو سے میرے نکلا جائے کہوں کیا کیا مجھے منظر دکھائے
 مجھے اب ہند میں رہنا نہ بھائے امیر صابری جب موت آئے
 عایہ ہے مدینہ کا سفر ہو

ہے قرآن مکمل عارف و دانش محمد کا
 خدا کا عین جلوہ جلوہ افکن محمد کا
 تھا صمد افکن کھلونا نور کا بچپن محمد کا
 ہے پر وہ نور کا دور پر وہ چلن محمد کا
 زمانہ کہ کیا روستہن رخ روشن محمد کا
 کہوں کس نور کے سانپے میں حق نے انکو ڈھالا ہے
 ہوا فیض قدم سے جن کے عالم میں اُجالا ہے
 وہی ہے جو کلیہ سریہ کا گود پالا ہے
 وہ دل ہے بحر شمس جس میں جلوہ گہ وہ کسل والا ہے
 وہ سینہ ہے مدینہ جس میں ہے مسکن محمد کا

مشراب شوق میں ڈوبتی تکتا سا لڑلاتے ہیں
 لگی ہے مارتوں کی جو مہریتے میں بھرتے ہیں
 یہ ذوق میکشی ہے عرش سے قدمی بھی آتے ہیں
 فرختے رقص کرتے چھوٹے مستی میں گاتے ہیں
 بنا ہے میکہ توحید کا آنگن محمد کا

کسی نے کیا کہوں کیا بھر دیا میری تکتا میں
 ہزاروں حسرت و اداں ترہ پتے میری دنیا میں
 تڑپتا ہوں بلکتا ہوں فراقِ مشاءِ قالا میں
 کروں کیونکہ نہ سجدہ ہر قدم پر راءِ لطفا میں
 سحر در پیش ہے یہ راوی امین محمد کا

نزدیقتی بھیر رہی ہے حسرتِ دل کو بکو میری
 یہ آخر رنگ لائے گی کسی دن جستجو میری
 خدا رکھے حضورِ مصطفیٰ میں آبر و میری
 امیرِ عالمی محشر میں ہے یہ آرزو میری
 میر میر پر میر ہاتھوں میں ہر دامن محمد کا

کسی جن کا الیہ دعوئی نہیں ہے کہ سرکارِ لطفا کا یہ نہیں ہے
 یہ بے پردہ ہے بنتِ پردہ نہیں ہے ہے دعویٰ کوئی دیکھ سکتا نہیں ہے
 محمد کا بتو ہ تماشا نہیں ہے

ہوئی عرش پر حبیب کہ جلوہ نمای
 نقی سراج کی شب یہ سراج پاؤ
 خدا نے رب اپنی خدائی لٹائی
 تھے قدسی بھی کہتے یہ نغمہ سرائی
 یہ پایہ کسی نے بھی پایا نہیں ہے
 کوئی دیکھ سہرا پر جھومتا ہے
 کوئی وادی بنجر میں گھومتا ہے
 کسی کا ہوا تیغ سے سر جدا ہے
 تجلی ہے جلوؤں کی جلوہ نہیں ہے
 تقدیر محبت کا حبشی سے پوچھو
 سزا عشق کا جا کے قری سے پوچھو
 کسی کشتہ اسی لبتی سے پوچھو
 ذرا نغمہ رب ارنی سے پوچھو
 کہ دیکھنا بھی ہے یا کہ نہ دیکھنا نہیں ہے
 امیر اپنے عشق کا بدعویٰ نہ کرنا
 کہیں دید کا تو تلقا نہ کرنا
 محبت کا اپنی تو پر سنا نہ کرنا
 خبردار ہو جلوہ جلوہ نہ کرنا
 محسد کا جلوہ تماشہ نہ کرنا

کھنڈ بلیا نگہ میں ہے وہ خم خانہ محسد کا
 ہے کعبہ صبی و صو کرنے کو مینا نہ محسد کا
 کہوں کن مستیوں سے پڑے ہے رستا نہ محسد کا
 کفن بر دیوش رہتا ہے جو دیوانہ محسد کا
 پیایہ عرش وادوں نے بھی پانہ محسد کا
 کلام اللہ کی تفسیر انسانہ محسد کا

ہے اندازِ کرم دیکھا حیدر گانہ محمد کا
دو عالم میں ہے چمکا روئے تابانہ محمد کا
ہے دربارِ خدا دربارِ شتا بانہ محمد کا
محمد ہیں خدا کے اور خدا خانہ محمد کا

ہے دیکھا جس نے جلوہ بے حجابانہ محمد کا
وہ دیوانوں میں دیوانہ ہے نذرانہ محمد کا
لئے پھرتا ہے سر باغیوں پہ نذرانہ محمد کا
نہیں سنتا کسی کی بھی جو دیوانہ محمد کا
نشتے ہیں چور رہتا ہے جوستانہ محمد کا

کہوں کیا رنگ لائی ہے تیرے مستوں کی مدحوشی
مے کوثر سے ہے برینہ مینوشوں کی مینوشی
قیامت نہ بپا کر دے کہیں رندوں کی خاموشی
تیری سرکار میں لائی مجھے میری کفن پوشی
ہو میری خاک کا ہرزہ کاشانہ محمد کا

ہو ہے تقدیر میں میری نہیں بخت سکندر میں
کسی کے آستل کے سجدے ہیں بہرِ مقدر میں
جمالِ حسن جانا جلوہ گر دیکھا ہے گھرِ گھر میں
خجف ہیں کہ بلا بغداد میں اجمیر و کلیر
امیر صابری مٹا ہے پیانہ محمد کا

نشانِ مبارکِ مخدوم علی احمد علاؤ الدین صابر

صابر نہ رہی مجھ میں اب تابِ شکبانی
 رُوح بھی میرے قالب سے سرکار نکلی آئی
 بھولا ہوں نہ بھولونگا وہ جلو کا رعنائی
 دیوانگی کچھ ایسی دیوانوں پہ اب چھپائی
 دیدار دکھا دیجے ہو جائے نہ سوائی

دن رات تڑپتا ہوں مدت سے کھٹکتا ہوں
 مخدوم علی احمد سرکار کا منگتا ہوں
 ارمانوں کی دنیہ کی اُجڑی ہوئی دنیا ہوں
 بابا فرید الدین کا میں واسطہ دیتا ہوں
 سرکارِ عزیزوں کی ہوتی نہیں سنوائی

کلیر میں کھٹا دیکھو وہ صابری میخانہ
 ہر مست کو ملتا ہے چمانے پہ چیمانہ
 پتہ ہے مئے عرفاں سے ہر صابری مستانہ
 نہ چھپرے جھے واعظ دیوانہ ہوں دیوانہ ہوں
 میں جس کا تماشہ ہوں وہ پیر تماشائی

وہ تختِ سکندر کو نظروں میں کہاں لا پیش

دامانِ طلبِ صابرہ در پہ تیرے پھیلاؤں
 اچھے بُرے جیسے ہیں ہم آپ کے کہلاؤں
 منگتے تیری چو کھٹ گئے جاؤں تو کہاں جاؤں
 نہ غیر کے دردانے جھولی کبھی پھیلاؤں

جو یاد میرے دل میں جو دردِ محبت ہے
 مخدوم نے بخشی یہ کونین کی دولت ہے
 یہ صابری نسبت ہے یہ صابری رنگت ہے
 تیرا امیر صابرہ نہ طالبِ محبت ہے
 یہ آپکا دیوانہ یہ آپکا شہیدانی

یہ دلیانے تیرے کہوں کیا کریں گے
 نہ ہم دید کا کچھ تقاضا کریں گے
 تیرے عشق میں خود کو رسوا کرینگے
 تڑپنے کو تا حشر تڑپا کرینگے
 تم اتنا ہی کہہ دو کہ دیکھا کرینگے

نہ برباد ہونے کا شکوہ کرینگے
 کوئی آرزو نہ تمنا کرینگے
 نہ ہم دردِ دل کا مداوا کرینگے
 سیرِ حشر گدہ ہم سے پردہ کرینگے
 تو ہم حشر میں حشر بن پا کرینگے

ہے وائیں نہ لفِ گرا گیر تیری
 ہے کعبہِ کلیسا میں تنویر تیری
 یہ دل جانتا ہے جو توقیر تیری
 تصور میں لا کر کے تصویر تیری
 ہیں بندے تیرے تھکاوٹ جا کرینگے

تہا دل تہیں عشق کے میں کہ شمع نہ ہوں ضبط جوش جنوں کے یہ جنبے
 کہے تھیں میں اس محبت کے صدقے یقین ہے میری خاک کے ذرے ذرے
 پس مرگ بھی لیٹے لیٹے کہیں گے

بہلا زاہد کیوں تو ہم کو استائے کسی کہ ہیں بسجے تصور میں لائے
 محبت کی دنیا علیحدہ لہائے ایسے حزن میں کوئی کبھے کو جائے
 تیرے پار پہ ہم تو سجدہ کرے گئے

دار فتی و عشق ہی اپنا امام ہے
 حاجت نہ ہے رکوع کی نہ سجدہ سلام ہے
 عاشق کو دید حق کا یہاں پہ پیام ہے
 چو کھٹ پہ ان کی بیٹھ کر اٹھنا حرام ہے
 کعبہ طواف کرتا ہے یہ وہ مقام ہے

جلوہ حسن پار تو ہر دم ہے اورو برو
 میں پا چکا ہوں رازِ فنا اُٹینا تو لو !
 مدت سے جھوڑ بیٹھا ہوں جھگڑے یہ کاو تو
 زاہد بنا رہا ہے کیوں کبھے کی زاہد تو
 اپنے سوا تو غیر کو سجدہ حرام ہے
 وا غطسنا رہا ہے کیا جنت کی دستاں !

چھوٹا ہے اور نہ چھوٹیکا کچھ وہ آستان
 قویہ کو توڑتا ٹکڑی لے لے سے غرناں
 ساقی کی چشمِ ناز میں یہ راز ہے پنہاں
 بس اک نگاہِ ناز سے تمام ہے

حاصل ہوا اُسی کو محبت کا راز ہے
 دیر و حرم سے ہو گیا جو بے نیاز ہے
 کانوں میں میرے دی کسی نے یہ آواز ہے
 تیری امیر صابری وہی نواز ہے
 یہ عشق جس ناز میں تیرا نام ہے

وہی آباد ہے جو عشق میں دیدار ہوتا ہے
 وہی ہوشیار ہے جو یار کا دیوانہ ہوتا ہے
 نگاہِ ناز کا ہر تیسرے باکانہ ہوتا ہے
 جو کوئی اس شمع پہ نذر کا پیرا نہ ہوتا ہے
 تو اول گام پہ ہی پہلے سرزد نہ ہوتا ہے

کسی کا سر برائے دید نہ رہا یا نہ ہوتا ہے
 کسی کے حسن کا سودا سر بازار ہوتا ہے
 کوئی صحرایں بن دیکھے فداے یار ہوتا ہے
 کوئی سر مست ہو کہ وار پہ سردار ہوتا ہے

بھوکہ ری انکی چو کھڑکا کہوں کیا نہ ہوتا ہے
 مجھے نہ حاصل ہوا جو کچھ ہوا ہے بہت پرستی سے
 تعلق میکدے سے میرا اور نہ مئے پرستی سے
 تلاش یاد میں اے دل بیکل جا دور بستی سے
 کسی کے عشق میں مرٹ کہ گزرتا جا اپنی ہستی سے
 یگانہ ہوتا ہے وہ خود سے جو یگانہ ہوتا ہے
 ذرا مستی بھری آنکھوں سے پھر محفل کو گداوے
 مئے توحید کو باہر کہم میں آج بد ساوے
 نگاہ ناز کا عسدفہ کہم اتنا تو فرما دے
 امیر صابری کو ایسی منزل میں قہ پہنچا دے
 کہ جس منزل میں جا کہ جلوہ جانا نہ ہوتا ہے

میں رہا نہ یاد کی پو جا کئے بغیر
 واعظ نہ رہ سکا مجھے فتوے دیئے بغیر
 مرنا قبول ہے مجھے ایسے جسے بغیر
 دل دے دیا ہے دید کا وعدہ لئے بغیر
 بنتی نہیں ہے بات یہاں جہاں کے بغیر

الیہ آپ اپنے عشق کے گچیرے میں گچیر دے
 کہ پیر نفیر الیست کے ساندول کو چھیڑ دے

مستوں کی سمت پھر رخ ساز کو پھیر دے
مستی بھری نگاہوں سے مستی بکھیر دے
ساقی نہ آج جاہیں گے سیکش پئے بغیر

ان کی ادا و ناز میں ایسا کمال ہے
جس جس کو دیکھتا ہوں وہ محوِ جمال ہے
ہر وقت اُن کی یاد ہے ہر دم خیال ہے
ان کی گل میں جوشِ جنوں کا یہ حال ہے
نکلا نہ کوئی چاک گریباں کئے بغیر

دیکھ سرنیاز ہو حاصلِ نثارِ عشق!
کوچہٴ عشق میں یہ ہے تفسیرِ رازِ عشق
منزلِ بہت کھنکھن ہے اٹھانا یہ ترازِ عشق
ہو گل امیرِ صابری کیسے ترازِ عشق
نقشِ قدم پہ یار کے سجدہ کئے بغیر

مدینے کی جون

اب لگی ہے میں بطحا نگر جاؤں گی تاجدارِ مدینہ کے گھر جاؤں گی
 دونوں عالم کے داتا کے در جاؤں گی اُن کی چوکھٹ پہ سر دھر کے مر جاؤں گی
 اُن کے دیوانوں میں تمام کر جاؤں گی

دشتِ طیبہ میں بیکوں کی جیکہ قدم لب پہ جاری رہے گاہی و میم
 تیرے قربان لے میرے ماہِ عجم تیری فرقت میں لے جان تیری قسم
 گری جان پہ جان سے گزر جاؤں گی

یہ رنگائی ہے ان کی لگی ہو بکھٹ جن کی خاطر میں جو گن بنی دیکھتا
 پہنچی کھنی گلے میں سجی دیکھنا میری محشر میں دیوانگی دیکھتا
 وہ جدھر جائیں گے میں اُدھر جاؤں گی

یائے تقدیر مجھ سے میری پھر گئی دونوں عالم کی نظروں سے میں گئی
 میں کہوں کیا کہ کیسی ہوا پھر گئی بحرِ طوقاں میں کشتی میری گھر گئی
 تیری نظرِ کرم ہو تو تر جاؤں گی

ان کی کون و مکاں میں مچی دھوم ہے شان سے جن کی جبریلِ محروم ہے
 میں نہ پہنچی وہاں میرا مقصود ہے لے امیرِ خرمین مجھ کو معلوم ہے
 اُن کے در سے سکتی تو کدھر جاؤں گی

یا محمد پیامورا تر سے جیا کملی والے پیا کملی والے پیا
 سرور انبیا دلیر کبریا کملی والے پیا کملی والے پیا
 یہ تیری رحمتیں ہیں تیری برکتیں، تیری جلوہ گری سے مٹی طمٹیں
 تو ہے شمس الضحیٰ تو ہے بدر الدیہ کملی والے پیا کملی والے پیا
 تیرا پایہ کسی نے بھی پایا نہیں تو وہ ہے نور حسین کا سایہ نہیں
 نہ خدا ہو نہ ہو تم خدا سے جدا کملی والے پیا کملی والے پیا
 رب ارنی کہا اور رہے طوطا بن مریم رہے جا کے چوتھے فلک
 تم کو عرشِ علی پہ بلایا گیا کملی والے پیا کملی والے پیا
 تیرا کون میں کوئی ثانی نہیں کولسی بات حق نے جو مانی نہیں
 ناز کرتی ہے خود تجھ پر انت خدا کملی والے پیا کملی والے پیا
 تیرے جلوؤں کے منہاج تیری قسم سے ہے ہیں صدائیں ہی دمدم
 سیرگنبد کی جالی کے پیرے اٹھا کملی والے پیا کملی والے پیا
 تیرے روضے کے جلوے تجلی بھرے عرش والے بھی ہیں محودیت ہوئے
 کہہ رہا ہے یہ گنبد خضرا تیرا کملی والے پیا کملی والے پیا
 جب کہ عرش برین پہ سواری گئی جھومتے رقص کرتے تھے قدسی بھی
 وہی خدا نے سیاہی خدائی لٹا کملی والے پیا کملی والے پیا
 اس امیرِ خرمین کی نہایت مکسنی اب تو در پہ بٹا لو عرب کے دھنی

دیکھ لوں زندگی میں مدنیہ تیرا

کملی والے پیا کملی والے پیا

عیدہ التقاوین پیادو لھا یعتراذ کا
 ثم باذنی کہا دئے مردے جلا
 در پہ جو آگیا وہ نہ خالی گیا
 تو ہے نظر عطا تو ہے بھر ستم
 آپ میں زینت محفل پختن
 صورت مرتضیٰ سیرت مصطفیٰ
 سن لو فریاد اب صدقہ حسنین کا
 تو ہے حاجت روا تو ہے مشکل کشا
 تیرے روضے پر رحمت برستی رہے
 تیرا لہذا نقشہ ہے عرش علی
 اس امیرِ حزم کوئی غم نہیں
 دل میں گھر کر گیا لا تحفت جو کہا
 نور سے غوث الورا مور سے غوث الورا
 مور سے غوث الورا غوث الورا
 اُس کو زمزمہ دیا قطبِ ابدال کا
 مور سے غوث الورا مور سے غوث الورا
 آپ کے دم سے پھولا پھیلا یہ چین
 مور سے غوث الورا مور سے غوث الورا
 تمہیں دلوں واسطہ قرۃ العین کا
 مور سے غوث الورا مور سے غوث الورا
 عرش والوں کی دنیا ترستی رہے
 مور سے غوث الورا مور سے غوث الورا
 غدر میں جائے گا بے خطر بالیقین
 نور سے غوث الورا مور سے غوث الورا

رخ سے پردہ اٹھا لگی دل کی بچھا
 جب سے کلیر چھٹا بھر میں مرثا
 تیرے قربان اے میرے مخدوم علی
 توشہ کر پلا تو ہے شیر خدا
 ٹھوکریں کھا تا کب تک پھروں دریدہ
 مور سے صابر پیا مور سے صابر پیا
 مور سے صابر پیا مور سے صابر پیا
 تو ہے آلِ نبیؐ تو اولادِ علیؑ
 مور سے صابر پیا مور سے صابر پیا
 اب تو کیجئے خدا را کرم کی نظر

تمہیں گنج شکر کا میں دروں ناسطہ
 مدتوں کی لگی یہ بھجانی ہے آج
 آج بھر بھر پلا کلیری سا قیا
 جب تیری یاد مخدوم آئے مجھے
 تیرے کلیر کا آنکھوں میں نقشہ کچا
 صابر اولاد حیدر کے جانی ہو تم
 تیری نسبت تو ہے نسبت مرتضیٰ
 میری سن لیجئے دیکھ بھری داستان
 کون تیرے سوا میرا تو ہی بیتا
 مورے صابر پیا مورے صابر پیا
 مورے صابر پیا مورے صابر پیا
 تیرے ہاتھوں سے پینے کی ٹھانی ہو آج
 مورے صابر پیا مورے صابر پیا
 کیا کہوں کیا کیا منتظر دکھائے مجھے
 مورے صابر پیا مورے صابر پیا
 اور غوث الودا کا لٹانی ہو تم
 مورے صابر پیا مورے صابر پیا
 کہہ رہا ہے امیر خرمین خستہ جاں
 کون تیرے سوا میرا تو ہی بیتا
 مورے صابر پیا مورے صابر پیا

ظہورِ قدس

جہاں میں ماہِ نور آگیا ہے
 وہ نورِ کل وہ محبوبِ حقیقی
 ہماری رہبری کو خود خدا بھی
 تیری گودی میں لے دینی جاہلہ
 امیرِ صابری گھبرانہ گھبرا
 کہ سب بلیوں کا سرور آگیا ہے
 حجاب اپنے سے ہار آگیا ہے
 یا اندازِ پیمبر آگیا ہے
 خدا کا خاص دلبر آگیا ہے
 بلندی پر مہتر آگیا ہے

مختل مدینہ

پہلے کر شکر الہی جس نے یہ صورت دکھائی
جس پہ صدقے سب خدائی نور اب وہ آ رہا ہے
سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

مرحبا فخر پیغمبر مرحبا محبوب داور
مرحبا ساتھ کوثر دل یہ صدقے چار رہا ہے
سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

آیا سلطان مدینہ بھر رحمت کا خزمینہ
سارے بیوں میں تگینہ کیا چمک دکھار رہا ہے
سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

جس کا سایہ حق کا سایہ جس کا پایہ کس نے پایا
ہے حلیمہ جس کی داہ وہ جھلک دکھار رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

سر پہ تاجِ صل اتے ہے والضحیٰ کی ضیا ہے

لیل بھی زلفِ دوڑتا ہے خود خدا فرما رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

جب چلے معراجِ شاہِ اُن کے حسن کا کہوں کیا

خود خدا ہے محو جلوہ ہر ملک یہ نگا رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

عرش پر ہے مہمانی سب فرشتے آسمانی

کر رہے ہیں نعتِ خوانی وچہر سب پہ چھارہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

رحمتہ اللعالمینؐ ہو سرورِ دنیا و دین ہو

لامکاں کے تم ممکن ہو یہ قرآنِ تبارہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

زینتِ عالم تمہیں ہو برکتِ عالم تمہیں ہو

رحمتِ عالم تمہیں ہو گل زمانہ گزرا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

تیرے صدقہ شاہِ بطحا تیرا حُسنِ حُسنِ یکتا

یوں کہیں عیسیٰؑ اور موسیٰؑ آنے والا آ رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

تیری ذات بے مثالی دو جہاں کا تو ہے والی

تیرے در سے کوئی خالی نہ گیا نہ جا رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

میرا سکالی کملیؑ والا آمنہؑ کی گود والا

حلیہؑ سعدیہؑ کا پالا نورین کے آ رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

جانِ جاں اب نیم جاں ہیں کیا کہوں کہ بے زباں ہیں

کوئی دم کا مہاق ہوں دم نکلتا جا رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

اپنے قدموں میں بلائیں روضہ انور دکھائیں
دل کی یہ حسرت مٹائیں اک زمانہ جارا رہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

کہو ہاتھ اٹھا اٹھا کر سامنے بٹھا بٹھا کر
حالِ دل ستا سنا کر سننے والا آ رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

ہوں قبول اب دعائیں کہ مدینے پہنچ جائیں
جن کا درد انہیں سنائیں یہی دل میں آ رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

ہو اگر طیبہ کو جاتا تو خوشی سما کیا ٹھکانا
یوں کہے اپنا بیگانہ امیر بھی تو جارا رہا ہے

سب کہیں سر کو جھکا کر

یا نبیؐ سلام علیک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شجرہ شریف عالیہ چشتیہ صابریہ (اردو منظوم)

یا اہلی کرتا ہوں شجرہ رقم پیرانِ چشت
قلب میں جاری ہو میرے چشمہ فیضانِ چشت
یا اہلی ہاتھ اٹھاتا ہوں دعا کیواسطے
لطف فرما اپنی ذاتِ کبریا کیواسطے
ہے درد و نعت ختم الانبیاء کیواسطے
فضل کہ ہم پر اہلی تختائے کیواسطے
یا اہلی ان ہزرگوں کو شفیع لایا ہوں صلی
ہاتھ اٹھاؤں آبِ تیرے آگے دعا کے واسطے
یا اہی اب شرابِ عشق سے مدد ہوشِ نکر
شاہ امیر رہتا و پیشوا کیواسطے
یا اہلی ظلمت و عصیان سے نکل کر
شاہ محمد حسین پر ضیا کیواسطے
یا اہلی درد اپنا عشق اپنا بخش دے
شاہ محمد کی ہر اک نظر عطا کیواسطے

یا اہلی نور سے معمور کہ سینہ میرا
 شاہ معین؟ الدین خاموش یا صفا کیواسطے
 یا اہلی دولت عرفاں سے مالا مال کہ
 شاہ حافظ باکمال خوش بقا کیواسطے
 یا اہلی یادگیری میں سدا ڈوبا رہوں
 شاہ اعظم شاہ عالم مر بقا کیواسطے
 یا اہلی کہ مجھے معمور اپنے لطف سے
 شاہ سید بھیک؟ میرا پر عطا کیواسطے
 یا اہلی فیض روحانی سے کہ دے فیضیاب
 حضرت شاہ ابوالمعالی؟ بے رہ یا کیواسطے
 یا اہلی دور کہ دے دل سے رنگ آلودہ میل
 شیخ داؤد؟ شیخ صادق؟ با وفا کیواسطے
 یا اہلی بے خودی کا جام بھگو بخش دے
 شیخ شاہ ابو سعید؟ اہل صفا کیواسطے
 یا اہلی دور مونیادی خیالوں سے رہوں
 شہ نظام الدین بلخی پارہ سا کیواسطے
 یا اہلی کیفیت اور محویت کہ دے عطا
 شہ جلال الدین؟ جلیل اصفیا کیواسطے
 یا اہلی دامن امید کو بھر دیجئے!

عبد القدوس قطب عالم باسما کیواسطے
 یا الہی مست کہ بوسے محمد سے مجھے
 شیخ محمد سخیم شان سنا کیواسطے
 یا الہی رہ شریعت میں رہوں ثابت قدم
 شیخ عارف احمد صدق و صفا کیواسطے
 یا الہی قلب کو میرے سنور کیجئے
 شاہ عبدالحق شہ ذات بقا کیواسطے
 یا الہی دنیا کا چاہوں نہ میں جاہ و جلال
 شہ جلال الدین کبیر الاولیا کیواسطے
 یا الہی دور کہ تاریکیاں دل سے میرے
 شاہ ولایت شمس الدین شمس الضحیٰ کیواسطے
 یا الہی لاج رکھنا صابری کہلانے کی
 شاہ علاؤ الدین صابر بادشاہ کیواسطے
 یا الہی کثرت کنز کا خزانہ بخش دے
 شاہ فرید الدین زہد الانبیا کیواسطے !!
 یا الہی بس تیرا لطف و کرم درکار ہے
 شاہ قلب الدین کا کی حق نما کیواسطے
 یا الہی عشق کی دولت سے کیجے سرفراز
 شاہ معین الدین خواجہ ذوالعطا کیواسطے

یا الہی جرمہ لئے سے مجھے محمود کہ
 خواجہ عثمان مارون شاہ ہدا کیواسطے
 یا الہی زندہ رکھنا زندگی عشق میں
 شہ شریف زندہ صاحب حیا کیواسطے
 یا الہی آتش عشق و محبت کہ عطا
 خواجہ مودود چشتی کی عطا کیواسطے
 یا الہی اب مجھے حسن و عوس سے دور رکھ
 شاہ یوسف ناصر الدین با وفا کیواسطے
 یا الہی سرت کر دے بے سودی کے جام سے
 از پیٹے بوئے محمد شاہ ولا کیواسطے
 یا الہی بخشدے توحید کے بھر بھر کے جام
 شاہ احمد ابدال کے دست بکھا کیواسطے
 یا الہی دور کر دے رنج و غم میرے تمام
 شیخ ابواسحاق شامی اتقیا کیواسطے
 یا الہی قید غم سے اب مجھے آزاد کہ
 خواجہ ممشاد علوی کی رضا کیواسطے
 یا الہی بخشدے نور بصیرت بخشدے
 ابو ہریرہ شاہ بصری رہنما کیواسطے
 یا الہی ہر گھڑی ہر وقت تیری یاد ہو

شیخ حذیفہ مرغشی لطف و عطا کیواسطے
 یا الہی اب نہیں حاجت ہے تخت و تاج کی
 شیخ ابداہیم اوصم با صفا کیواسطے
 یا الہی رہنمون لے نہ کوئی راہ میں
 کر کم شاہ فضیل اہل و فاع کیواسطے
 یا الہی دُور کر دے پردے دوتی کے میرے
 خواجہ عبدالواحد کی شان عطا کیواسطے
 یا الہی بخش دے حسن عقیدت کو ضیا
 شاہ حسن بصری امامِ آلا و لبیا کیواسطے
 یا الہی اب ہماری مشکلیں آسان کر
 یا علی زید شیر خدا شکاکت کیواسطے
 یا الہی حشر میں عیبوں کا نہ پردہ کھلے
 یا محمد مصطفیٰ علی علیہ السلام کیواسطے
 یا الہی پڑھنے سنتے دانے شجرے پاک کو
 بخش دیجے سب کو ان اہل صفا کیواسطے
 یا الہی ہر گھڑی ہر وقت ہے یہ ہی دعا
 ساتھ ایمان کے تیرے مابہدی پہناتے

آمین آمین ثَمَّ آمین

